سورة الانبياء مكية وهي مائة واثنتا عشرة آية وسبع ركوعات

بسم الله الرحمن الرحيم ○
اقترب للناس حسابهم وهم
في غفلة معرضون (١)
ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث
الا استمعوه وهم يلعبون (٢)
لاهية قلوبهم واسروا النجوى
الذين ظلموا هل هذا الا بشر
مثلكم افتأتون السحر وانتم
تبصرون (٣)
قل ربي يعلم القول في السماء و
الارض وهو السميع العليم (٤)
بل قالوا اضغاث احلام بل
افترىه بل هو شاعر فليأتنا
باية كما ارسل الاولون (٥)
ما امنت قبلهم من قرية اهلكنها
افهم يؤمنون (٦)
وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحي
اليهم فسئلوا اهل الذكر ان
كنتم لا تعلمون (٧)
وما جعلنهم جسدا لا يأكلون
الطعام وما كانوا خلدين (٨)
ثم صدقنهم الوعد فانجينهم ومن
نشاء واهلكنا المسرفين (٩)
لقد انزلنا اليكم كتبا فيه ذكركم
افلا تعقلون (١٠)

سورۂ انبیاء مکی ہے اور اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
لوگوں کا حساب (اعمال کا وقت) نزدیک آپہنچا ہے اور
وہ غفلت میں (پڑے اس سے) منہ پھیر رہے ہیں (١)
ان کے پاس کوئی نئی نصیحت اُن کے پروردگار کی طرف سے
نہیں آتی مگر وہ اُسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں (٢)
اُن کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں. اور ظالم
لوگ (آپس میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں کہ یہ
(شخص کچھ بھی) نہیں مگر تمہارے جیسا آدمی ہے تو تم آنکھوں
دیکھتے جادو (کی لپیٹ) میں کیوں آتے ہو (٣)
(پیغمبر نے) کہا کہ جو بات آسمان اور زمین میں (کہی جاتی) ہے میرا
پروردگار اُسے جانتا ہے۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے (٤)
بلکہ (ظالم) کہنے لگے کہ (یہ قرآن) پریشان (باتیں ہیں جو) خواب (میں دیکھ لی) ہیں (نہیں)
بلکہ اس نے اسکو اپنی طرف سے بنا لیا ہے (نہیں) بلکہ (یہ شعر ہے جو اس) شاعر (کا نتیجہ طبع) ہے (٥)
تو جیسے پہلے (پیغمبر نشانیاں دیکر) بھیجے گئے تھے (اسی طرح) یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے
ان سے پہلے جن بستیوں کو ہم نے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں
لاتی تھیں. تو کیا یہ ایمان لے آئیں گے (٦)
اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی (پیغمبر بنا کر) بھیجے جن کی طرف
ہم وحی بھیجتے تھے. اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں
اُن سے پوچھ لو (٧)
اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں
اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے (٨)
پھر ہم نے اُن کے بارے میں (اپنا) وعدہ سچا کر دیا تو اُن کو
اور جس کو چاہا نجات دی اور حد سے نکل جانیوالوں کو ہلاک کر دیا (٩)
ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں
تمہارا تذکرہ ہے کیا تم نہیں سمجھتے؟ (١٠)

THE PROPHETS

Revealed at Mecca

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1 Their reckoning draweth nigh for mankind, while they turn away in heedlessness.

2. Never cometh there unto them a new reminder from their Lord but they listen to it while they play,

3. With hearts preoccupied. And they confer in secret. The wrongdoers say: Is this other than a mortal like you? Will ye then succumb to magic when ye see (it)?

4. He saith: My Lord knoweth what is spoken in the heaven and the earth. He is the Hearer, the Knower.

5. Nay, say they, (these are but) muddled dreams; nay, he hath but invented it; nay, he is but a poet. Let him bring us a portent even as those of old (who were God's messengers) were sent (with portents).

6. Not a township believed of those which We destroyed before them (though We sent them portents): would they then believe?

7. And We sent not (as Our messengers) before thee other than men whom We inspired. Ask the followers of the Reminder[1] if ye know not.

8. We gave them not bodies that would not eat food, nor were they immortals.

9. Then We fulfilled the promise unto them. So We delivered them and whom We would, and We destroyed the prodigals.

10. Now We have revealed unto you a Scripture wherein is your Reminder. Have ye then no sense?

اسرار و معارف

سورۂ انبیاء۔ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس میں سات رکوع اور ایک سو بارہ آیات ہیں۔

اس میں وہی مضمون مسلسل ارشاد ہوتا ہے کہ لوگ دُنیا کے کاموں میں اور دولت کے انبار جمع کرنے میں یا پھر جسمانی ضروریات کی تکمیل میں اس قدر انہماک سے لگے ہوئے ہیں کہ آخرت، حساب کتاب اور عذابِ قبر سے بالکل غافل ہو چکے ہیں کہ اللہ کی آیات میں ایک سے ایک بڑھ کر اور نئی سے نئی دلیل ہوتی ہے مگر یہ اُسے مذاق یا کھیل تماشہ سمجھتے ہیں یا اپنے شغل میں لگے رہتے ہیں اور ان دلائل کی پروا نہیں کرتے حالانکہ امورِ دنیا میں آدمی ساری عمر بھی جو کام کرتا ہے اگر اُسے کوئی کہہ دے کہ اس کام میں اور زیادہ نفع کمایا جا سکتا ہے تو فوراً اور پوری توجہ سے آدمی وہ نئی بات سننا چاہتا ہے اور آخرت جو ابدی ہے اور پیش آنے والی ہے اس کے بارے نہ تو کچھ کر رہے ہیں اور نہ کرنا چاہتے ہیں حتّٰی کہ دلائل پہ غور کرنا بھی گوارا نہیں ایسا اس لیے ہے کہ انکے قلوب اس طرف سے غافل ہو چکے ہیں اور دُنیا ہی کے مشاغل سے بھر چکے ہیں یعنی اگر قلب ذاکر نہ ہو آخرت سے غافل ہو کر پوری طرح دُنیا کی لذات میں گم ہو جاتا ہے اور پھر بڑی سے بڑی دلیل بھی اس پر اثر نہیں کرتی

> **قلب ذاکر نہ ہو تو آخرت سے غافل ہو جاتا ہے**

یہ ظالم آپس میں خفیہ خفیہ بات تو ضرور کرتے ہیں کہ آدمی فطرتاً آخرت سے لاتعلق نہیں ہو سکتا چنانچہ اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے کہتے ہیں کہ یہ بندہ جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے بھلا ہم جیسا انسان اور بنی آدم ہی تو ہے یعنی اگر نبی ہوتا تو بشری خصوصیات سے بالاتر ہوتا شاید یہ جادو جانتا ہے اور دلوں کو سحر کرنے کا کوئی علم جانتا ہے کہ اس سے عجائبات کا ظہور ہوتا ہے اور لوگ اس کی بات ماننے لگتے ہیں۔ بظاہر تو کہتے ہیں کہ ہم اس معاملہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے مگر اندر ہی اندر خود کو تسلیاں دیتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں۔ ان سے کہہ دیجیے کہ بندوں سے تو پردہ کر لو گے مگر میرا پروردگار زمین و آسمان میں اور کائنات میں ہونے والی ہر سرگوشی بھی سُنتا ہے بھلا اس کی ذات سے کیسے چھپاؤ گے کہ وہ خود سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی کہ جو بات لبوں تک نہ بھی پہنچے وہ اُسے بھی جانتا ہے پھر اپنی بات پر بھی قائم نہیں رہتے کہ اس کی کوئی بنیاد تو ہے نہیں۔ کہتے ہیں یہ محض پریشان خیال اور

اُلٹے سیدھے خواب ہیں اور انہیں اللہ کی طرف سے وحی کہہ کر اللہ پر بہتان باندھا جا رہا ہے یا یہ شخص قادر الکلام شاعر ہے اور مرصّع و مُقفّع عبارتیں جوڑ لیتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو جس طرح پہلی اُمتوں نے انبیاءؑ سے معجزات طلب کیے تھے تو انھوں نے وہی پیش کر دیے تھے یہ ہمارے مطلوبہ معجزات کیوں پیش نہیں کرتے۔ ان سے کہیے ساری بات کرو ان سے اُمتوں نے معجزات مانگے جب وہ معجزات ظاہر ہُوئے تو وہ لوگ ایمان نہ لائے اور اس کے نتیجہ میں ہلاک ہو گئے۔ بھلا یہ کیا ایمان لے آئیں گے؟ یعنی علمِ الٰہی میں ہے کہ یہ بھی ایمان لانے کے لیے معجزہ طلب نہیں کر رہے اور من حیث القوم اللہ ہلاک نہیں کرنا چاہتا لہٰذا ان کا ہر مطلوبہ معجزہ ظاہر نہیں فرماتا یہ بھی اس کا اندازِ کرم گستری ہے۔

آپ سے پہلے بھی جس قدر انبیاءؑ مبعوث ہوتے اور وحی کی دولت سے نوازے گئے سب انسان اور بنی آدم ہی میں سے تھے ان سے کہیے کہ خود تو جاہل ہیں علم رکھنے والوں سے یعنی پہلی کتابوں کے جو علماء ایمان لا چکے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ یہاں سے علماء نے ثابت فرمایا ہے کہ جاہل پر عالم کی تقلید واجب ہے۔

جاہل پر عالم کی تقلید واجب ہے

کسی نبی کو ایسا مافوق الفطرت وجود نہیں بخشا گیا کہ اس میں بشری خصوصیات نہ ہوں کہ وہ کھاتا پیتا نہ ہو یا کبھی اُسے موت نہ آئے۔ پھر ان سب سے کیے گئے وعدے پورے ہوئے ان سب کو اللہ کی رحمت اور ہر پریشانی سے دو عالم میں نجات نصیب ہوئی اور جن لوگوں کو ایمان نصیب ہوا ساتھ ان کو بھی اور ہمیشہ زیادتی کرنے والوں کو تباہ کر دیا گیا یہی فطری قانون ہے جسے یہ تمام اقوام کے حالات میں دیکھ سکتے ہیں بلکہ اے اہلِ عرب تم پر خصوصاً اور اہلِ ایمان پر عموماً اللہ کا احسان ہے کہ اس نے اپنی کتاب میں تمہارا تذکرہ فرما کر تمہیں ہدایت ہی نہیں دی دوام بھی بخش دیا اور دُنیا کی کامیابی بھی عطا فرما دی۔ اگر اللہ کی کتاب نہ ہوتی تو عربوں کی تاریخ مختلف ہوتی اور کوئی انھیں جاننے والا نہ ہوتا کیا ان لوگوں میں اتنی عقل بھی نہیں کہ اللہ کے احسانات کو سمجھ پائیں۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿١١﴾

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ستمگار تھیں ہلاک کر مارا اور اُن کے بعد اور لوگ پیدا کر دیے ﴿١١﴾

11. How many a community that dealt unjustly have We shattered, and raised up after them another folk!

فَلَمَّآ أَحَسُّوا بَأْسَنَآ إِذَا هُم مِّنْهَا
يَرْكُضُونَ ﴿١٢﴾

جب انہوں نے ہمارے (مقدمۂ) عذاب کو دیکھا تو لگے
اس سے بھاگنے ﴿۱۲﴾

12. And, when they felt Our might, behold them fleeing from it!

لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوٓا إِلَىٰ مَآ
أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تُسْـَٔلُونَ ﴿١٣﴾

مت بھاگو اور جن (نعمتوں) میں تم عیش و آسائش
کرتے تھے ان کی اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔
شاید تم سے (اس بارے میں) دریافت کیا جائے ﴿۱۳﴾

13. (But it was said unto them): Flee not, but return to that (existence) which emasculated you and to your dwellings, that ye may be questioned.

قَالُوا يَٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا ظَٰلِمِينَ ﴿١٤﴾

کہنے لگے ہائے شامت بے شک ہم ظالم تھے ﴿۱۴﴾

14. They cried: Alas for us! Lo! we were wrongdoers.

فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَىٰهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَٰهُمْ
حَصِيدًا خَٰمِدِينَ ﴿١٥﴾

تو وہ ہمیشہ اسی طرح پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو
(کھیتی کی طرح) کاٹ کر (اور آگ کی طرح) بجھا کر ڈھیر کر دیا ﴿۱۵﴾

15. And this their crying ceased not till We made them as reaped corn, extinct.

وَمَا خَلَقْنَا ٱلسَّمَآءَ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
لَٰعِبِينَ ﴿١٦﴾

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان دونوں کے
درمیان ہے اس کو لہو ولعب کے لئے پیدا نہیں کیا ﴿۱۶﴾

16. We created not the heaven and the earth and all that is between them in play.

لَوْ أَرَدْنَآ أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّٱتَّخَذْنَٰهُ مِن
لَّدُنَّآ إِن كُنَّا فَٰعِلِينَ ﴿١٧﴾

اگر ہم چاہتے کہ کھیل (کی چیزیں یعنی زن و فرزند) بنائیں
تو اگر ہم کو کرنا ہی ہوتا تو ہم اپنے پاس سے بنا لیتے ﴿۱۷﴾

17. If We had wished to find a pastime, We could have found it in Our presence—if We ever did.

بَلْ نَقْذِفُ بِٱلْحَقِّ عَلَى ٱلْبَٰطِلِ
فَيَدْمَغُهُۥ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ
ٱلْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾

(نہیں) بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا
سر توڑ دیتا ہے اور جھوٹ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے۔ اور جو
باتیں تم بناتے ہو ان سے تمہاری ہی خرابی ہے ﴿۱۸﴾

18. Nay, but We hurl the true against the false, and it doth break its head and lo! it vanisheth. And yours will be woe for that which ye ascribe (unto Him).

وَلَهُۥ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَمَنْ
عِندَهُۥ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِۦ
وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ﴿١٩﴾

اور جو لوگ آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں سب اسی کے
(مملوک اور اسی کا مال) ہیں۔ اور جو (فرشتے) اسکے پاس ہیں
وہ اسکی عبادت سے نہ کنیاتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں ﴿۱۹﴾

19. Unto Him belongeth whosoever is in the heavens and the earth. And those who dwell in His presence are not too proud to worship Him, nor do they weary;

يُسَبِّحُونَ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿٢٠﴾

رات دن (اسکی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ تھمتے ہیں ﴿۲۰﴾

20. They glorify (Him) night and day; they flag not.

أَمِ ٱتَّخَذُوٓا ءَالِهَةً مِّنَ ٱلْأَرْضِ هُمْ
يُنشِرُونَ ﴿٢١﴾

بھلا لوگوں نے جو زمین کی چیزوں سے (بعض کو) معبود بنا لیا ہے
(تو کیا) وہ ان کو (مرنے کے بعد) اٹھا کھڑا کریں گے؟ ﴿۲۱﴾

21. Or have they chosen Gods from the earth who raise the dead?

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ ءَالِهَةٌ إِلَّا ٱللَّهُ لَفَسَدَتَا
فَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلْعَرْشِ عَمَّا
يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾

اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین
و آسمان درہم برہم ہو جاتے۔ جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں
خدائے مالک عرش ان سے پاک ہے ﴿۲۲﴾

22. If there were therein Gods beside Allah, then verily both (the heavens and the earth) had been disordered. Glorified be Allah, the Lord of the Throne, from all that they ascribe (unto Him)!

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُونَ ﴿٢٣﴾

وہ جو کام کرتا ہے اس کی پرسش نہیں ہوگی اور (جو کام) یہ لوگ کرتے ہیں (اس کی) ان سے پرسش ہوگی ﴿۲۳﴾

23. He will not be questioned as to that which He doth, but they will be questioned.

أَمِ ٱتَّخَذُوا مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً ۖ قُلْ
هَاتُوا بُرْهَٰنَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن
مَّعِىَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِى ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

کیا لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنا لئے ہیں؟ کہہ دو کہ (اس بات پر) اپنی
دلیل پیش کرو۔ یہ (میری اور) میرے ساتھ والوں کی کتاب بھی ہے اور جو مجھ سے
پہلے (پیغمبر) ہوئے ہیں۔ انکی کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ (بات یہ ہے کہ) ان میں اکثر حق

24. Or have they chosen other gods beside Him? Say: Bring your proof (of their godhead). This is the Reminder of those with me and those before me, but most of them know

لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾

بات کو نہیں جانتے اور اس لئے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں ﴿۲۴﴾

not the Truth and so they are averse.

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ
اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے اُن کی طرف یہی
وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی
عبادت کرو ﴿۲۵﴾

25. And We sent no messenger before thee but We inspired him, (saying): There is no God save Me (Allah), so worship Me.

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ
بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ۙ

اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے وہ پاک ہے اسکے نہ بیٹا ہے نہ بیٹی، بلکہ
(جنکو یہ لوگ اسکے بیٹے بیٹیاں سمجھتے ہیں) وہ اسکے عزت والے بندے ہیں ﴿۲۶﴾

26. And they say: The Beneficent hath taken unto Himself a son. Be He glorified! Nay, but (those whom they call (sons) are honoured slaves;

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ
يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے۔ اور اس کے حکم پر
عمل کرتے ہیں ﴿۲۷﴾

27. They speak not until He hath spoken, and they act by His command.

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ
مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾

جو کچھ ان کے آگے ہو چکا ہے اور جو پیچھے ہوگا وہ سب سے واقف ہے
اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس
شخص کی جس سے خدا خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں ﴿۲۸﴾

28. He knoweth what is before them and what is behind them, and they cannot intercede except for him whom He accepteth, and they quake for awe of Him.

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ
فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي
ع ۱۹ ۲ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ خدا کے سوا میں معبود
ہوں تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں
کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ﴿۲۹﴾

29. And one of them who should say: Lo! I am a God beside Him, that one We should repay with hell. Thus We repay wrongdoers.

اسرار و معارف

اور کتنی بستیاں تھیں جو ان سے پہلے ایسے ہی اعمال پر اور ان جیسے کردار کے باعث تباہ کر دی گئیں اور معمورہ عالم آباد بھی رہا۔ ان کی جگہ اور لوگ پیدا کر دیے ان ظالموں نے بھی عذاب کو واقع ہوتے دیکھا تب یقین آیا اور لگے بھاگ بھاگ کر جان بچانے مگر اللہ کی گرفت سے کون بھاگ سکتا ہے بلکہ ارشاد ہوتا ہے مت بھاگو اپنے مکان اور عیش و عشرت کو کیوں چھوڑتے ہو آج اپنے ہمدرد تلاش کرو مگر وہ کہتے تھے کہ ہماری بدبختی کہ ہم نے ظلم کا راستہ اختیار کیا اور یونہی شور مچاتے رہے کہ عذاب الٰہی نے بیس کر رکھ دیا جیسے کٹے ہوئے کھیت ہوں یا بجھی ہوئی آگ۔ بعض مفسرین کرام نے یمن کی بستیاں مراد لی ہیں مگر کتاب اللہ میں عمومی طور پر فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا روئے زمین پر جگہ جگہ ایسے ویرانوں کے نشان عبرت کا سامان بنے ہوئے ہیں۔

یہ زمین و آسمان اور اس کا اس قدر خوبصورت اور صحیح ترین نظام ہم نے محض کھیل تماشے کو تو پیدا نہیں کر دیا۔ اگر مشغلہ ہی بنانا ہوتا تو اپنی شان کے لائق بناتے خالق ازلی و ابدی کو بھلا فانی اور عاجز مخلوق سے کیا مشغلہ بلکہ

یہ اتنا بڑا نظام اس میں زندگی اور موت ہر ایک کا رزق رنگا رنگ پھول اور طرح طرح کے میوے، سورج چاند ستارے اور رات دن کی آمدورفت، موسموں کا آنا جانا اور پھر ہر شے میں ایک خوبصورت نسبت اور متعین اندازہ اس کی عظمتِ شان پر دلالت کرتا ہے اور یہ سب اس کی معرفت اور پہچان کا ذریعہ ہیں بلکہ انھیں باطل پہ اکڑنا بھی نہ چاہیے کہ ہر شے کی ایک حد ہے باطل بھی جب بڑھنے لگتا ہے تو اس کے مقابل حق کو کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ جس کی ضرب باطل کو مٹا دیتی ہے اور باطل فنا ہو جاتا ہے جن فرشتوں کو یہ خدا کی اولاد قرار دیتے ہیں وہ اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں۔کبھی اس کی بارگاہ میں سر نہیں اُٹھاتے اور نہ اطاعت سے نکلتے ہیں۔شب و روز اللہ کی اطاعت پر کمربستہ ہیں کبھی سُستی تک نہیں کرتے۔ اگر اس کی اولاد ہوتی تو وہ بھی اس جیسی صفات کی مالک ہوتی یعنی عبادت کی مستحق نہ کہ عبادت کرنے والی یا جن کو زمین پر سے انسانوں یا جنوں یا بُتوں کو معبود مانتے ہیں کیا وہ کسی کو زندگی دے سکتے ہیں ہرگز نہیں تو پھر وہ کس بات پر انہوں نے معبود بنا رکھے ہیں۔کیا اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر ایک کی جگہ دو معبود بھی ہوتے تو یہ نظام چل نہ پاتا بلکہ تباہ ہو چکا ہوتا کہ ایک کچھ کرتا اور دوسرا کچھ اور۔مگر ہر شے اس سلیقے سے اپنا اپنا کام اپنے اپنے وقت پر کر رہی کہ پتہ دیتی ہے یہ کسی ایک ہستی کے سب غلام ہیں۔اللہ ان کی سب خرافات سے پاک ہے اور عرش کا مالک ہے کہ عرش تمام نظام عالم کا ایک مرکز اور سیکرٹریٹ ہے جس کا وہ اکیلا حاکم ہے گویا سب نظام اسی ایک ذات کے حکم کے تابع ہے۔

وہ حاکمِ مطلق ہے جو چاہے کرے کوئی اس سے پرسش نہیں کر سکتا اور باقی ساری مخلوق اس کے حضور جوابدہ ہے لہٰذا ساری مخلوق اس کی فرمانبردار ہے جو کوتاہی کرے گا اسے جوابدہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر یہ اس کے علاوہ کسی اور کو معبود تسلیم کرتے ہیں تو ان سے کہیے اس بات پر کوئی دلیل پیش کریں کہ آپ تو دلائل پیش کر رہے ہیں۔پھر کیا یہ دلیل کم ہے کہ آپ کے پاس اللہ کی کتاب ہے اور ان سے کہیے کہ یہ کتاب بھی اور جس قدر کتب اس سے پہلے نازل ہوئیں سب کو دیکھ لیں سب اللہ ہی کو معبودِ برحق منوانے پر دلائل دے رہی ہیں مگر ان کی مصیبت جہالت بھی ہے کہ ان کی اکثریت حق بات کو تو سمجھتے نہیں اور محض مُنہ پھیر کر چل دیتے ہیں ورنہ تمام انبیاءؑ کی مقدس جماعت ہی اعلان کرتی رہی اور ہم نے سب پر یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے علاوہ کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا لہٰذا صرف اور صرف میری عبادت کرو مگر کفار کہتے رہے کہ فلاں اللہ کا بیٹا ہے جیسے یہود نے عزیر علیہ السلام کو اور

عیسائیوں نے عیسٰی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اللہ ان باتوں سے پاک ہے اور بہت بلند ہے بلکہ یہ سب اللہ کے مقرب اور معزز بندے ہیں۔ فرشتے ہوں یا نبی سب اس کی مخلوق ہیں جو کبھی اس کی اطاعت اور عبادت سے سرتابی نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ تعمیلِ ارشاد پہ کمر بستہ رہتے ہیں اللہ تو سب کے اگلے پچھلے تمام احوال سے واقف ہے وہ تو سفارش بھی صرف ان لوگوں کی کریں گے جن کی سفارش کرنے کی اللہ نے اجازت دی ہے یعنی مومنین کی۔ یہ کفار تو ان کی شفاعت سے بھی محروم رہیں گے اور اپنی تمام تر پارسائی اور عبادت گذاری کے باوجود اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کی بلند شان کے سامنے لرزاں و ترساں رہتے ہیں یعنی بغیر اجازت بڑھ کر بات کرنے کی بھی نہیں سوچتے اور اگر انتہائی مقرب بندوں میں سے بھی بفرضِ محال کوئی کہہ دے کہ میں عبادت کا مستحق ہوں میری عبادت کی جائے تو اسے جہنّم کی سزا دی جائیگی کہ اللہ کی قدرت سے وہ بھی بالاتر نہیں ہے اور ہر ظالم کو ایسے ہی سزا دی جاتی ہے یعنی ان مقدس ہستیوں سے ایسی بات کا کوئی تصوّر بھی نہیں لیکن اگر وہ بھی ایسا کریں تو گرفت میں آجائیں گے چہ جائیکہ کفار غیر اللہ کی عبادت پہ لگے ہوئے ہیں جو بہت بڑا ظلم ہے۔

عبادت میں خلوص ہو تو اللہ کی خشیت پیدا کرتی ہے اور بندہ عبادت پہ اکڑتا نہیں

اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَ
جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا
یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جُدا جُدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے ﴿۳۰﴾

30. Have not those who disbelieve known that the heavens and the earth were of one piece, then We parted them, and We made every living thing of water? Will they not then believe?

وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ
وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾

اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ رستے بنائے تاکہ لوگ اُن پر چلیں ﴿۳۱﴾

31. And We have placed in the earth firm hills lest it quake with them, and We have placed therein ravines as roads that haply they may find their way.

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ
عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے مُنہ پھیر رہے ہیں ﴿۳۲﴾

32. And We have made the sky a roof withheld (from them). Yet they turn away from its portents.

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا۔ یہ سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے آسمان میں اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں ﴿۳۳﴾

33. And He it is Who created the night and the day, and the sun and the moon. They float, each in an orbit.

34. We appointed immortality for no mortal before thee. What! if thou diest, can they be immortal?

اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام نہیں بخشا۔ بھلا اگر تم مرجاؤ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے (۳۴)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُونَ ﴿۳۴﴾

35. Every soul must taste of death, and We try you with evil and with good, for ordeal. And unto Us ye will be returned.

ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور ہم تم لوگوں کو سختی اور آسودگی میں آزمائش کے طور پر مبتلا کرتے ہیں۔ اور تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آؤ گے (۳۵)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۳۵﴾

36. And when those who disbelieve behold thee, they but choose thee out for mockery, (saying): Is this he who maketh mention of your gods? And they would deny all mention of the Beneficent.

اور جب کافر تم کو دیکھتے ہیں تو تم سے استہزاء کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے حالانکہ وہ خود رحمٰن کے نام سے منکر ہیں (۳۶)

وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

37. Man is made of haste. I shall show you My portents, but ask Me not to hasten.

انسان (کچھ ایسا) جلد باز ہے کہ گویا جلد بازی ہی سے بنایا گیا ہے۔ میں تم لوگوں کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا تو تم جلدی نہ کرو (۳۷)

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾

38. And they say: When will this promise (be fulfilled), if ye are truthful?

اور کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (جس عذاب کی) یہ وعید (ہے وہ) کب (آئے گا) (۳۸)

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾

39. If those who disbelieved but knew the time when they will not be able to drive off the fire from their faces and from their backs, and they will not be helped!

اے کاش کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور نہ ان کا کوئی مددگار ہوگا (۳۹)

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾

40. Nay, but it will come upon them unawares so that it will stupefy them, and they will be unable to repel it, neither will they be reprieved.

بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آ واقع ہوگی اور ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی (۴۰)

بَلْ تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾

41. Messengers before thee, indeed, were mocked, but that whereat they mocked surrounded those who scoffed at them.

اور تم سے پہلے بھی پیغمبروں کے ساتھ استہزاء ہوتا رہا ہے تو جو لوگ ان میں سے تمسخر کیا کرتے تھے ان کو اسی (عذاب) نے جس کی ہنسی اڑاتے تھے آگھیرا (۴۱)

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

اسرار و معارف

کیا کافر بھی جان نہیں چکے کہ آسمان اور زمین پہلے بند تھے یعنی اب تو عقلِ انسانی نے بھی یہ بات دریافت کر لی ہے کہ نہ آسمانوں سے بارش برستی تھی اور نہ زمین میں روئیدگی تھی اور نہ ان کی صورت اس قابل تھی پھر رب کریم نے معمورۂ عالم کو بسانا چاہا تو انھیں کھول دیا یعنی اس نظامِ حیات کو رواں کر دیا۔ سورج کی گرمی و روشنی اور ہواؤں کی آمد و شد اپنا اپنا کام دکھانے لگی۔ بادل برسنے لگے اور زمین سے رنگا رنگ چیزیں پیدا ہونے لگیں لیکن یہ سب اتفاقاً نہیں

ہو رہا بلکہ اللہ کریم کا نظام ہے جس کی ایک اصل یہ ہے کہ اللہ نے ہر شے کی حیات خواہ حیوانات ہوں یا نباتات پانی پر مقرر کر دی ہے۔ اب کوئی بھی چاہے تو اس بنیادی بات کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ وجود حیوانی نطفہ سے بنایا تو نباتات کے بیج تراوت سے اگائے۔ انسانی، حیوانی غذا کا اہم جز پانی ٹھہرا تو نباتات کا حال بھی یہی ہے جس کی قدرت کاملہ کی عظمت اسقدر ظاہر ہے کیا یہ اس کے ساتھ بھی ایمان نہیں لانے والے۔

دوسری بات دیکھیں کہ ہم نے زمین کے مختلف حصوں پہ پہاڑوں کا بوجھ لاد کر اسے جما دیا مختلف نعمتوں کے لیے وہ خزانہ اور بنک بن گئے اور نہ صرف زمین کے قرار کا باعث ٹھہرے کہ جھولتی نہ رہے بلکہ زمین پر سفر کرنے اور جگہوں اور راستوں کے تعین کا کام بھی کرتے ہیں یعنی اگر ساری زمین چٹیل میدان یا صحرا ہوتی تو انسان راستوں ہی میں کھو یا رہتا۔ یہ نشیب و فراز انسانی رہنمائی بھی تو کرتے ہیں کہ منزل کی راہ اور سمت سے واقفیت دلاتے ہیں نیز اس تمام نظام پر آسمان کی کسقدر محفوظ چھت تان دی ہے جو نہ پرانی ہوتی ہے اور نہ ٹوٹتی ہے پھر جس طرح سارے گھر کو چھت تحفظ فراہم کرتی ہے۔ تمام نظام دنیا کا سیکرٹریٹ بھی تو اسی چھت میں ہے کہ سب نظام کو تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ یہ منکرین ایسے بدنصیب ہیں کہ اتنی بڑی بڑی نشانیوں سے بے خبر ہیں۔ وہی تو ہے جس نے رات اور دن پیدا فرمایا اور سورج اور چاند کو پیدا کیا جو سب کے سب اپنے اپنے مدار میں پھرتے ہیں یعنی اللہ ایسا قادر اور علیم ہے کہ شب و روز بنا کر حیات کی راہیں تخلیق فرما دیں اور چاند ستارے اور سیارے سب کچھ ایک نظام میں پرو کر زندگی کا تانا بانا چلا دیا۔ اب ہر شے اپنے وقت مقررہ پر اپنے اپنے مدار میں اپنی خاص رفتار اور سمت میں ہر آن متحرک ہے اور یہی حرکت رات دن گرمی سردی اور حیات و زندگی کا باعث بن رہی ہے۔ وہ ایسا قادر ہے کہ ان کی ہر حرکت، روشنی، گرمی سردی یا راج میں رائی برابر فرق نہیں آنے دیتا لیکن جب چاہے گا تو کسی بھی جگہ ذرا سی رکاوٹ ڈال دے گا جو سارے نظام کو الٹ پلٹ دے گی مگر یہ سب لاحاصل نہ ہو گا بلکہ ہر ایک کو اس کا نتیجہ بھگتنا ہو گا۔

کفار کا یہ خیال کہ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب تک رہیں گے آخر موت کی آغوش میں چلے جائیں گے اور یہ بات ختم ہو جائے گی تو ان کی یہ بات درست نہیں کہ موت تو انہیں بھی آئے گی تو کیا موت سے معاملہ ختم ہو جائے گا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات تو یہی ہے کہ موت کی تیاری کی جائے اور موت کیا ہے یہ تو زندگی کا ایک حال ہے جس میں سے ہر متنفس

موت کیا ہے

کو گزرنا ہے۔ یہاں خطاب زمینی مخلوق کو ہے لہٰذا بالائے آسمان کی مخلوق فرشتے یا جنت کی مخلوق پہ موت آئے گی یا نہیں یہ الگ بحث ہے بعض کے نزدیک ایک لمحہ تو سب پر موت وارد ہو گی اور بعض کے نزدیک فرشتے اور حور غلمان اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بہر حال یہاں بات انسانی حیات کی ہو رہی ہے تو ارشاد ہوتا ہے کہ موت زندگی کے خاتمے کا نام نہیں اس کے حال کے تبدیل ہونے کا نام ہے روح جو ایک لطیف اور نورانی جسم ہے مادی بدن سے اس کا رشتہ دنیا کی حیات کا رہتا ہے تو زندگی کہلاتی ہے اگر اس کا یہ رشتہ ختم ہو جائے تو اس حال کو موت کہا جاتا ہے مگر یہ نہ روح کی فنا کا نام ہے اور نہ اجزائے بدن سے لاتعلق ہونے کا۔ ہاں وہ تعلق ختم ہوا جس سے حیاتِ دُنیا قائم تھی اور یہ عمومی قاعدہ ہے ورنہ کافر اور مومن کی موت میں فرق ہے۔ مومن عام اور شہید میں اتنا فاصلہ ہے کہ شہید کی روح کا تعلق اس قدر مضبوط رہتا ہے کہ اسے مردہ کہنا جائز نہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ کا تعلق اس سے بھی مضبوط تر، اسی کو حیات النبی کہا گیا ہے کہ موت وارد ہو کر بھی حیات کی نفی نہیں کر پاتی صرف دارِ تکلیف سے دارِ بقا کو جانے کا باعث ہوتی ہے اسی لیے ارشاد ہوا کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کہ ہر نفس موت کا مزہ چکھے گا گویا موت خاتمہ نہیں ایک حال کی تبدیلی ہے اور یہ کہ ہر ایک کو دُکھ ہی ہو گا تو یہ ایک امر طبعی ہے ورنہ اہلِ اللہ کو یہ دُکھ بھی راحت دیتا ہے کہ جب ان کی نگاہ دنیا کی قید سے آزادی اور محبوب کی بارگاہ میں باریابی کی طرف جاتی ہے تو اس کی راحت الگ ہے۔ یہ وہ طلب ہے جو موت کی تلخی میں بھی امید کی شیرینی ملا دیتی ہے اس کے مقابلے میں دنیا کی دولت یا راحت میں عمر ضائع کرنا دانشمندی نہیں کہ دُنیا کا ہر حال وہ راحت و نعمت ہو یا تکلیف و مصیبت در اصل ایک امتحان ہے جس سے تمہیں آزمایا جا رہا ہے کسی کو مصیبت میں کہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے یا غیر اللہ کی طرف دوڑتا ہے تو دوسرے کو راحت میں کہ اطاعت کرتا ہے یا تکبر میں گرفتار ہو کر تباہی کی طرف چلتا ہے کہ انجام کار تو سب کو اسی موت ہی کے راستے سے گذر کر ہمارے ہی پاس آنا ہے۔ آپ ان کفار کو دیکھتے ہیں یہ ہمہ وقت آپ کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں دیکھو یہ تمہارے بتوں کو باطل کہتا ہے اور ان کی عبادت سے روکتا ہے یعنی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں کہ آپ بتوں پر ایمان کیوں نہیں لاتے جبکہ ان کا اپنا حال یہ ہے کہ اللہ کریم جو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے اور جس کی رحمانیت ہی کے طفیل یہ بے شمار نعمتیں حاصل کر رہے ہیں کو نہیں مانتے اور اس کے ذکر سے انکار کرتے ہیں تو قابلِ مذمت حال تو ان کا اپنا ہے مگر بغیر غور و فکر

کے فتویٰ دینے میں جلد بازی سے کام لے رہے ہیں جبکہ جلد بازی کبھی اچھی نہیں ہوتی۔ انھیں غور و فکر اور سوچ بچار

جلد بازی کبھی بھی اچھی نہیں ہوتی

سے فیصلہ کرنا چاہیے تھا مگر انسان کے مزاج میں جلد بازی ہے اور وہ تمام کمزوریاں جو انسانی مزاج میں ہوں ان کا علاج اللہ سے ایمان ہے یہ اس سے محروم ہیں تو پھر انہیں کا شکار ہو رہے ہیں مگر خیر جلدی نہ کرو میں تمھیں بہت روشن اور واضح نشانیاں دکھادوں گا کہ حق و باطل کا صاف پتہ چل جائے گا جیسا کہ بعد میں بدر، احد اور فتح مکہ سے اسلام کی کامیابی اور کفر و باطل کی تباہی ظاہر ہو گئی لہٰذا ذرا ٹھہرو۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر آپؐ سچے ہیں تو پھر قیامت کہاں ہے آپ کے سچے ہونے کا یہ معنیٰ تو نہیں کہ جہاں کوئی انکار کرے قیامت قائم ہو جائے بلکہ ہر کام اپنے مقررہ وقت پر ہوگا اور ضرور ہوگا۔ انکار کرنے والے کتنے بے خبر ہیں۔ کاش یہ جان لیتے کہ کفر کا نتیجہ جہنّم کی آگ ہے جو ان کے خوبصورت چہروں اور نازک جسموں کو جلا رہی ہوگی اور ان میں اتنی سکت نہیں ہوگی کہ اپنے منہ یا جسم سے آگ کو ہٹا سکیں اور نہ ہی کوئی ہستی وہاں ان کی مدد کر سکے گی بلکہ یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوگا کہ یہ دُنیا اور بال بچّوں میں مصروف ہوں گے تو انھیں اچانک موت اُچک لے گی اور آخرت سامنے آجائے گی یہ تو مبہوت ہو جائیں گے کہ نہ تو موت اور آخرت کی سختیوں کو روک سکتے ہوں گے اور نہ عمل کی مہلت ہی باقی ہوگی کہ توبہ کا لمحہ بھی گذر چکا ہوگا۔

ایسا پہلے انبیاءؑ کے ساتھ بھی ہوا صرف آپ کے ساتھ نہیں مگر گزشتہ اقوام کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ مذاق کرنے والوں پر ان کا ٹھٹھا مذاق ایسا اُلٹ کر پڑا کہ تباہ و برباد ہو کر ہمیشہ کے لیے باعثِ عبرت بن گئے۔ اگر یہ بھی باز نہ آئے تو ان کی تباہی بھی انہیں درسِ عبرت بنا دے گی۔ یہی قانونِ فطرت ہے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (42)

کہو کہ رات اور دن میں خدا سے تمہاری کون حفاظت کرسکتا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہ اپنے پروردگار کی یاد سے مُنہ پھیرے ہوئے ہیں (42)

42. Say: Who guardeth you in the night or in the day from the Beneficent? Nay, but they turn away from mention of their Lord!

اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ (43)

کیا ہمارے سوا ان کے اور معبود ہیں کہ ان کو مصائب سے بچا سکیں. وہ آپ اپنی مدد تو کر ہی نہیں سکیں گے اور نہ ہم سے پناہ ہی دیے جائیں گے (43)

43. Or have they gods who can shield them from Us? They cannot help themselves nor can they be defended from Us.

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى
طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا
نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ
اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

بلکہ ہم ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادا کو متمتع کرتے رہے
یہاں تک کہ (اسی حالت میں) انکی عمریں بسر ہوگئیں۔ کیا یہ
نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اسکے کناروں سے گھٹاتے چلے
آتے ہیں۔ تو کیا یہ لوگ غلبہ پانے والے ہیں؟ ﴿۴۴﴾

44. Nay, but We gave these and their fathers ease until life grew long for them. See they not how We visit the land, reducing it of its outlying parts? Can they then be the victors?

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ
الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

کہہ دو کہ میں تم کو حکم خدا کے مطابق نصیحت کرتا ہوں اور
بہروں کو جب نصیحت کی جائے تو وہ پکار کو سنتے ہی نہیں ﴿۴۵﴾

45. Say (O Muhammad, unto mankind): I warn you only by the Inspiration. But the deaf hear not the call when they are warned.

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ
رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور اگر ان کو تمہارے پروردگار کا تھوڑا سا عذاب بھی پہنچے تو
کہنے لگیں کہ ہائے کم بختی ہم بے شک گنہگار تھے ﴿۴۶﴾

46. And if a breath of thy Lord's punishment were to touch them, they assuredly would say: Alas for us! Lo! we were wrongdoers.

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ
فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ
مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ
وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے
تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے
دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اسکو لا موجود کرینگے
اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں ﴿۴۷﴾

47. And We set a just balance for the Day of Resurrection so that no soul is wronged in aught. Though it be of the weight of a grain of mustard seed, We bring it. And We suffice for reckoners.

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ
وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت اور گمراہی میں) فرق کر دینے والی
اور (سراپا) روشنی اور نصیحت (کی کتاب) عطا کی (یعنی) پرہیزگاروں کیلئے ﴿۴۸﴾

48. And We verily gave Moses and Aaron the Criterion (of right and wrong) and a light and a Reminder for those who keep from evil,

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ
مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور قیامت
کا بھی خوف رکھتے ہیں ﴿۴۹﴾

49. Those who fear their Lord in secret and who dread the Hour (of doom).

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ
لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۴

اور یہ مبارک نصیحت ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے تو کیا
تم اس سے انکار کرتے ہو؟ ﴿۵۰﴾

50. This is a blessed Reminder that We have revealed: Will ye then reject it?

اسرار و معارف

ان سے فرما دیجیے کہ انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا اور نہ ہی شب و روز کوئی ان کی نگہبانی کر رہا ہے۔ یہ تو صرف اللہ کی رحمانیت ہے جس کے صدقے یہ دنیا کی نعمتیں حاصل کر رہے ہیں حالانکہ یہ اس کی یاد تک سے منہ پھیرے ہوتے ہیں۔

رحمانیت پہلے گذر چکا ہے کہ رحمانیت وہ کیفیت ہے جو دارِ دنیا میں انسانوں کو وجود، عمر، رزق وغیرہ عطا کرتی ہے اسی لیے باقی مخلوق میں سے کوئی ذکر سے غافل ہو تو اس کی موت واقع ہو جاتی

ہے مگر انسان جب تک فرصت دیا گیا ہے ظاہری بدن سے ضرور زندہ رہتا ہے اگرچہ اندر سے یہ بھی مُردہ ہی ہو جاتا ہے کہ روح کی حیات کی بنیاد تو ایمان ہے مگر یہ بھی صرف دنیا میں کہ موت اور بعدِ موت رحیمیت کا اظہار ہوگا اسی لیے فرمایا گیا کہ رحمٰن لِدُنیَا وَ رَحِیمٌ لِآخِرَۃ ۔ تو دنیا میں اگر انہیں کچھ فرصت نصیب ہے تو یہ ان کے بتوں کا کمال ہرگز نہیں کیا وہ اُنہیں اللہ کی گرفت سے بچا سکتے ہیں جو خود اپنی ذات کی حفاظت تک نہیں کر سکتے کوئی انہیں توڑنا چاہے تو اس کا ہاتھ نہیں روک سکتے ۔ ان کے علاوہ بھی کوئی ایسا راستہ نہیں کہ اللہ کے مقابلہ میں کوئی ان کی مدد یا حفاظت کر سکے ۔ یہ تو ہماری عطا ہے اور رحمانیت باری کا کرشمہ کہ ان کو اور ان کے آباء و اجداد کو دُنیا بھر کی نعمتیں دیں اور مدتوں اور نسل در نسل اس پر موج کرتے رہے اور اللہ کا شکر تک ادا نہ کیا۔ اس کا نام تک نہ لیا مگر کب تک کیا اب انہیں نظر نہیں آرہا کہ ہر طرف سے فتوحاتِ اسلامی گھٹاؤں کی طرح اُمڈی چلی آرہی ہیں اور کفر کے لیے زمین تنگ ہو رہی ہے۔ کیا یہ ابھی تک اس گمان میں ہیں کہ یہ غالب آجائیں گے ؟

مسلمان اور تسخیرِ کائنات

مذکورہ بالا آیۂ مبارکہ میں آخرت کے عذاب سے پہلے کافر کو اللہ نے مومن کی گرفت کی خبر دی ہے اور اس حال میں جب مسلمانوں کے پاس صرف اللہ کا نام تھا اور سارے وسائل کفار کے پاس تھے دولت ، سلطنت ، اسلحہ اور افرادی قوت سب کافروں کے پاس تھی مگر اللہ نے فرمایا کہ مومن فوجیں اللہ کے حکم سے تم پر زمین تنگ کرتی آرہی ہیں اور مومن پر ہر حال میں اور ہر زمانے میں جب تک دنیا پر کفر ہے جہاد فرض کر دیا اور واقعی کفر کے لیے زمین تنگ ہو گئی مگر آج خود مسلمان اسلام سے دور اور کافر کی پیروی میں کھو گیا اور ذلت سے دوچار ہے ۔ آج جبکہ بیشتر وسائل مسلمان کے پاس ہیں پھر بھی کفر سے مار کھا رہا ہے اللہ مسلمانوں کو ہدایت پر جمع فرمائے ۔ آمین !

انہیں فرمائیے کہ میری اطلاع محض ایک بندے کی بندے سے بات نہیں بلکہ میں جو کفر اور نافرمانی کے نتائج بد کی خبر دے رہا ہوں تو یاد رکھو یہ اللہ کریم کی طرف سے مجھے وحی کی جاتی ہے جس کی صداقت میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ۔ ہاں کفر نے تمہارے کان سخت بہرے کر دیے ہیں کہ تم اپنے بھلے کی اور خود کو ایک بڑی مصیبت سے بچانے

کی بات بھی نہیں سُن پا رہے ہے۔ جب قوتِ سماعت ہی سے کوئی محروم ہوگا تو کیا خاک سُنے گا مگر یہ یقینی بات ہے کہ عذابِ الٰہی سمجھ کی سب کھڑکیاں کھول دے گا انہیں اگر ابھی ذرہ برابر عذابِ آخرت پہنچ جائے تو پکار اُٹھیں گے کہ کاش ہم نے کفر سے توبہ کرلی ہوتی۔ اللہ جل شانہ سے دوری اختیار کرکے ہم نے بہت بڑا ظلم کیا مگر یہ تب پتہ چلے گا جب ہم انصاف کا ترازو رکھیں گے کہ روزِ قیامت ہر شخص کے نیک و بد اعمال کو ایسے کھرے طریقے سے تولا جائے گا کہ کسی پر کوئی زیادتی نہ ہوگی حتیٰ کہ اگر کسی کا بہت معمولی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو بھی حاضر کیا جائے گا۔ کسی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی ضائع نہ ہوگا اور بھلا ہم جیسا حساب کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایسا حساب کریں گے کہ پھر کبھی حساب کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

آپ نے کوئی بھی نئی بات نہیں کی بلکہ جن انبیاء کو ماننے کا دعویٰ یہ بھی رکھتے ہیں جیسے موسیٰ و ہارون علیہما السلام تو ان کو بھی ہم نے جو کتاب عطا کی تھی وہ حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی تھی اور دلوں کا نور تھی نیز نصیحت اور اللہ کا ذکر اس کی یاد اس کے قرب کا سبب تھی یہی سب حقائق انھوں نے بھی بتائے جن سے یہ بدبخت منہ پھیر رہے ہیں۔ اس لیے ایمان تو غائبانہ مطلوب ہے بھلا عذاب اور جہنم کو دیکھ کر کون انکار کر سکے گا۔ یہاں تو نبی کی صداقت کتاب کی عظمت اور اللہ کی قدرت اور اس کے مظاہر ایسے دلائل ہیں کہ بغیر دیکھے آخرت، عذاب و ثواب اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر ایمان لانے کیلئے بہت کافی ہیں جسے یہ ایمان نصیب ہو جائے اور قیامت کے حساب و کتاب کی فکر کرنے لگے۔ اس کے لیے کتبِ الٰہی میں نورِ قلبی کے خزانے بھرے ہیں۔ اب یہی کتاب دیکھیں کہ کسقدر تجلیاتِ باری اور انوارِ الٰہی کا خزانہ ہے جو اب ہم نے نازل فرمائی ہے یعنی قرآن مجید، اس کا اللہ کی طرف سے نازل ہونا کسقدر ظاہر اور ثابت ہے مگر تم تو اس کا بھی انکار ہی کرو گے۔

51. And We verily gave Abraham of old his proper course, and We were Aware of him,	اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم اُن کے حال سے واقف تھے (۵۱)	وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (۵۱)
52. When he said unto his father and his folk: What are these images unto which ye pay devotion?	جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن کی پرستش پر تم معتکف (و قائم) ہو (۵۲)	اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ (۵۲)
53. They said: We found our fathers worshippers of them.	وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے (۵۳)	قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ (۵۳)
54. He said: Verily ye and your fathers were in plain error.	(ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی (گمراہ ہو) اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے (۵۴)	قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۵۴)

55. They said: Bringest thou unto us the truth, or art thou some jester?

وہ بولے کیا تم ہمارے پاس (واقعی) حق لائے ہو یا (ہم سے) کھیل (کی باتیں) کرتے ہو ﴿۵۵﴾

قَالُوٓا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللّٰعِبِينَ ﴿٥٥﴾

56. He said: Nay, but your Lord is the Lord of the heavens and the earth, Who created them; and I am of those who testify unto that.

(ابراہیم نے) کہا (نہیں)، بلکہ تمہارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا
پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس (بات)
کا گواہ (اور اسی کا قائل) ہوں ﴿۵۶﴾

قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
الَّذِي فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلَىٰ ذٰلِكُم مِّنَ
الشّٰهِدِينَ ﴿٥٦﴾

57. And, by Allah, I shall circumvent your idols after ye have gone away and turned your backs.

اور خدا کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے
بتوں سے ایک چال چلوں گا ﴿۵۷﴾

وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن
تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ﴿٥٧﴾

58. Then he reduced them to fragments, all save the chief of them, that haply they might have recourse to it.

پھر ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر ایک بڑے (بت) کو
(نہ توڑا) تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں ﴿۵۸﴾

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ
إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ﴿٥٨﴾

59. They said: Who hath done this to our gods? Surely it must be some evil-doer.

کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا؟
وہ تو کوئی ظالم ہے ﴿۵۹﴾

قَالُوا مَن فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ إِنَّهُ لَمِنَ
الظّٰلِمِينَ ﴿٥٩﴾

60. They said: We heard a youth make mention of them, who is called Abraham.

لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے
سنا ہے اسے ابراہیم کہتے ہیں ﴿۶۰﴾

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ
لَهُ إِبْرٰهِيمُ ﴿٦٠﴾

61. They said: Then bring him (hither) before the people's eyes that they may testify.

وہ بولے کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ
گواہ رہیں ﴿۶۱﴾

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ﴿٦١﴾

62. They said: Is it thou who hast done this to our gods, O Abraham?

(جب ابراہیم آئے تو بت پرستوں نے) کہا کہ ابراہیم بھلا یہ کام
ہمارے معبودوں کے ساتھ تو نے کیا ہے؟ ﴿۶۲﴾

قَالُوٓا ءَأَنتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا
يٰٓإِبْرٰهِيمُ ﴿٦٢﴾

63. He said: But this, their chief hath done it. So question them, if they can speak.

(ابراہیم نے) کہا بلکہ یہ ان کے اس بڑے (بت) نے کیا
(ہوگا)، اگر یہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو ﴿۶۳﴾

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ ۖ كَبِيرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوهُمْ
إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ﴿٦٣﴾

64. Then gathered they apart and said: Lo! ye yourselves are the wrong-doers.

انہوں نے اپنے دل میں غور کیا تو آپس میں کہنے لگے
بےشک تم ہی بے انصاف ہو ﴿۶۴﴾

فَرَجَعُوٓا إِلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوٓا إِنَّكُمْ
أَنتُمُ الظّٰلِمُونَ ﴿٦٤﴾

65. And they were utterly confounded, and they said: Well thou knowest that these speak not.

پھر (شرمندہ ہو کر) سر نیچا کر لیا (اس پر بھی ابراہیم سے
کہنے لگے کہ) تم جانتے ہو یہ بولتے نہیں ﴿۶۵﴾

ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ
مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾

66. He said: Worship ye then instead of Allah that which cannot profit you at all, nor harm you?

(ابراہیم نے) کہا پھر تم خدا کو چھوڑ کر کیوں ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو
نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں؟ ﴿۶۶﴾

قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾

67. Fie on you and all that ye worship instead of Allah! Have ye then no sense?

تف ہے تم پر اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو ان پر۔ کیا تم
عقل نہیں رکھتے؟ ﴿۶۷﴾

أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ
اللّٰهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾

68. They cried: Burn him and stand by your gods, if ye

(تب وہ) کہنے لگے کہ اگر تمہیں (اس سے) اپنے معبود کا انتقام لینا

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوٓا اٰلِهَتَكُمْ إِن

كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾
قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى
اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾
وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾
وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ
بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾
وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ
وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾
وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ
الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا
لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾
وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ
مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰۗىِٕثَ ۭ
اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾
وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ
ع الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾

اور) کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو ﴿٦٨﴾
ہم نے حکم دیا اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر
(موجبِ) سلامتی (بن جا) ﴿٦٩﴾
اُن لوگوں نے بُرا تو اُن کا چاہا تھا مگر ہم نے اُنہی کو نقصان میں ڈالدیا ﴿٧٠﴾
اور ابراہیم اور لوط کو اس سرزمین کی طرف بچا نکالا جس میں
ہم نے اہلِ عالم کے لئے برکت رکھی تھی ﴿٧١﴾
اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق عطا کئے۔ اور مستزاد برآں یعقوب
اور سب کو نیک کیا ﴿٧٢﴾
اور اُن کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے
تھے اور اُن کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور
زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کیا
کرتے تھے ﴿٧٣﴾
اور لوط (کا قصہ یاد کرو جب اُن) کو ہم نے حکم (یعنی حکمت و
نبوت) اور علم بخشا اور اس بستی سے جہاں کے لوگ گندے کام کیا کرتے
تھے بچا نکالا بیشک وہ بُرے اور بدکردار لوگ تھے ﴿٧٤﴾
اور انہیں اپنی رحمت (کے محل) میں داخل کیا۔ کچھ شک
نہیں کہ وہ نیک کرداروں میں تھے ﴿٧٥﴾

will be doing.

69. We said: O fire, be coolness and peace for Abraham!

70. And they wished to set a snare for him, but We made them the greater losers.

71. And We rescued him and Lot (and brought them) to the land which We have blessed for (all) peoples.

72. And We bestowed upon him Isaac, and Jacob as a grandson. Each of them We made righteous.

73. And We made them chiefs who guide by Our command, and We inspired in them the doing of good deeds and the right establishment of worship and the giving of alms, and they were worshippers of Us (alone):

74. And unto Lot We gave judgement and knowledge, and We delivered him from the community that did abominations. Lo! they were folk of evil, lewd:

75. And We brought him in unto Our mercy. Lo! he was of the righteous.

اسرار و معارف

کسقدر واضح دلائل کے باوجود کفار انکار ہی کرتے چلے جاتے ہیں اس لیے کہ کفر اُن کے قلوب سے ایمان
قبول کرنے کی استطاعت ختم کر دیتا ہے۔ اس کی مثال ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں دیکھیے کہ ہم نے بہت پہلے
ابراہیم علیہ السلام کو نیکی اور بھلائی کی سمجھ ان کی شان کے مطابق عطا کی اور ان کے کمالاتِ علمی اور عملی کے ہم خود گواہ ہیں
اور کفار کو انھوں نے بہت دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی۔ جب انھوں نے خود اپنے باپ اور قوم کو بتوں کی عبادت
میں گرفتار دیکھا تو فرمایا کہ عجیب بات ہے اتنی بہادر قوم ایک بہت بڑی اور طاقت و سلطنت کی مالک پتھر کی
مورتوں کے سامنے سرنگوں ہے اور ان کی عبادت کر رہی ہے اور ان سے مدد کی طالب ہے تو انھوں نے جواب

دیا بات ایسی نہیں بلکہ ہمارے بڑے جو تھے وہ بہت عقلمند اور تجربہ کار لوگ بھی تھے اور بہادر بھی تھے کہ سلطنت کے بانی تھے۔ ہم نے ان کو دیکھا کہ وہ ان بُتوں کو پوجتے تھے۔ اگر ہمیں اس کی دلیل نہ بھی آئے تو ان کا ایسا کرنا ہی ہمارے لیے دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح تم غلطی پر ہو ایسے ہی تمہارے بڑوں سے بھی سخت بھول ہوئی۔ بھلا یہ پتھر جنہیں تم خود تراش کر بناتے ہو کس طرح سے تمہارے معبود بن سکتے ہیں تو کہنے لگے کیا تمہاری بات واقعی سچی ہے اور آپ کے پاس دلیل ہے یا محض دل لگی کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری ضرورتیں یہ پتھر پوری نہیں کر سکتے بلکہ تمہاری حاجات پوری کرنے والا یعنی تمہارا رب وہ ہے جو اس ساری کائنات کا رب ہے۔ اس سارے نظام کا خالق بھی ہے اور اسے قائم رکھے ہوئے بھی ہے اور اس حقیقت کا سب سے بڑا گواہ میں ہوں۔ اس اظہار میں دعوت بھی موجود ہے کہ جو نورِ قلبی اس حقیقت کو جاننے کا باعث ہے وہ مجھے تو نصیب ہے۔ اگر تم بھی چاہتے ہو تو آؤ میری بات مانو کہ میں تمہارے قلوب بھی روشن کر دوں اور یہ حقیقت تم پر بھی آشکارا ہو جائے کیونکہ

دعوت

انھوں نے تو اپنے لیے دلیل چاہی تھی۔ اب رہے یہ بُت تو اللہ کی قسم میں ان کی خبر لوں گا کہ ان کا عجز بالکل واضح ہو جائے مگر ذرا تم لوگ یہاں سے ہٹو تو یعنی جب تم موجود نہ ہو گے تو میں ان سے دو دو ہاتھ ضرور کروں گا۔

چنانچہ موقع پا کر آپ نے تمام بُتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور ایک سب سے بڑے کو چھوڑ دیا بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کلہاڑے سے بُتوں کو توڑا وہ اس بڑے بُت کے کندھے پر رکھ دیا یا اسے تھما دیا جیسے اس نے یہ سب کیا ہو مقصد یہ تھا کہ آخر وہ سب انھی کی طرف متوجہ ہوں گے اور انھی سے پوچھیں گے تو انھیں بتوں کا عاجز ہونا سمجھایا جا سکے گا۔ چنانچہ وہی ہوا جب لوگ بُت خانے آئے اور تباہی دیکھی تو حیرت زدہ رہ گئے بھلا ایسا ظلم کون کر سکتا ہے کہ ہم جن کی عبادت اور پوجا کرتے ہیں انھیں مٹی میں ملا دیا گیا ہے تو کچھ لوگوں نے کہا ابراہیم نام کا ایک نوجوان ہے جو بُتوں کے خلاف بات کرتا ہے اور تو ساری قوم ان کی عبادت ہی کرتی ہے بھلا ایسا کیوں کرے گی تو کہنے لگے پھر ابراہیمؑ کو لوگوں کے روبرو لایا جائے تاکہ سرِ میدان بات صاف ہو جائے اور سب کو پتہ چل جائے کہ قصور کس کا ہے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام کو بلایا گیا جبکہ قوم کے سردار اور فیصلہ دینے والے لوگ بھی تھے اور عوام بھی سننے کے لیے موجود۔ یہی ابراہیم علیہ السلام

کا منشا بھی تو ہو گا کہ ایسا کرنے سے ساری قوم جمع ہو گی اور حق بات ثابت کرنے کا موقع ہاتھ آئے گا۔ چنانچہ انھوں نے پوچھا کہ اے ابراہیم یہ سب ہمارے بتوں کے ساتھ آپ نے کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا بھئی یہ تو لگتا ہے کہ اس بڑے بُت کی کارستانی ہے جو سب کو توڑ پھوڑ کر خود کلہاڑا اٹھائے کھڑا ہے تو آپ لوگ خود ان سے بھی پوچھئے تو سہی۔ دیکھیں وہ کیا بتاتے ہیں جن پر یہ سب بیتی ہے۔

ابراہیم علیہ السلام جھوٹ اور تقیہ دونوں سے پاک تھے

اس موضوع پر اکثر بحث کی جاتی ہے اور بخاری شریف میں ایک صحیح حدیث پاک بھی ہے جس میں ارشاد ہے اِنَّ ابراھیم علیہ السلام لم یکذب غیر ثلاث کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین بار خلافِ واقعہ بات ارشاد فرمائی جن میں دو باتیں تو خاص اللہ کے لیے تھیں اور تیسری میں انہیں اپنی بیوی کی حفاظت مطلوب تھی۔ پہلی بات یہی کہ یہ سب اس بڑے بت کا کیا دھرا ہے اور دوسرا جب قوم سے فرمایا تھا "اِنِّی سقیمٌ" میں بیمار ہوں اور تیسری بات جب ایک ظالم حاکم سے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے تو یہ جھوٹ ہرگز نہ تھا بلکہ "توریہ" تھا۔ توریہ ایسی بات کو کہا جاتا ہے جہاں دو معنیٰ پائے جاتے ہوں اور خود کو دوسرے کے شر سے بچانے کے لیے کہنے والا ذومعنی جملہ کہہ دے کہ اس کی مراد ایک معنیٰ ہو اور سننے والا دوسرا سمجھ رہا ہو مگر اس میں جھوٹ نہ ہو اگر جھوٹ ہو تو تقیہ کہلائے گا جو شیعہ فرقے میں ہے اور حرام ہے کہ صاف جھوٹ بولا جاتا ہے اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہاں آپ کا فرمانا کہ "یہ کارستانی بڑے بت کی ہے" سے یہ بھی تو واضح ہے کہ اس کی پوجا کی جاتی تھی اور سب کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے سارے بت بھی اس کے خادم اور معاون تھے تو آپ نے غیرت اسلامی سے سب توڑ دیئے کہ ذرا ان کی حفاظت تو کر کے دکھائے اور اگر ان ہی کی حفاظت نہیں کر سکتا تو دوسروں کی کیا کرے گا پھر اسے سالم بھی رہنے دیا۔ کلہاڑا بھی تھما دیا کہ پتہ چلے یہ ٹھیک بھی ہے اور سب کچھ اس کے سامنے ہوا ہے۔ ایسے ہی آپ کا فرمان "میں سقیم ہوں" سے قوم نے جسمانی طور پر بیمار یا بُخار وغیرہ میں مبتلا جانا جب کہ آپ قوم کی بُت پرستی اور اس پر اصرار کے باعث سخت مغموم تھے اور سقیم میں دونوں معانی موجود ہیں۔ ایسے ہی آپ کا گذر ایک ظالم حکمران پر ہوا جو خوبصورت عورتیں چھین لیتا اور خاوندوں کو قتل کرا دیتا تھا تو آپ نے فرمایا میری بہن ہے اور حضرت سارہؓ سے بھی کہہ دیا کہ میں نے ایسا کہا ہے اور حق یہ ہے

اس وقت یہاں ہم دونوں ہی مسلمان ہیں اور دینی اعتبار سے تم میری بہن ہی ہو۔ اخوتِ اسلامی کے اعتبار سے یہ حق ہے چنانچہ اس طرح وہ آپ کی ایذا سے تو باز رہا مگر حضرت سارہؑ کو اس کے پاس حاضر کیا گیا تو ان کی حفاظت اللہ کریم نے کی۔ جب بُرے ارادے سے بڑھتا اندھا ہو جاتا پھر ان کی منت کرتا تو ان کی دعا سے ٹھیک ہو جاتا۔ ایسا تین بار ہوا تو ڈر کر اپنے ارادے سے باز آگیا۔ تو یہ توریہ ہے جھوٹ ہرگز نہیں نہ تقیہ ثابت ہوتا ہے ہاں اتنی معمولی بات کی نسبت جب ایک عظیم رسول کی طرف ہوئی تو اسے کذب یا خلافِ واقعہ فرما دیا گیا مگر یہ ارشاد حدیث پاک کا ہے کسی دوسرے کو اپنی طرف سے ایسا کہنے کی اجازت نہیں بلکہ سخت بے ادبی ہوگی۔ ہاں قرآن و حدیث میں جہاں ہوں تلاوت یا روایت کی جاسکتی ہے۔

اہلِ اللہ کے لیے نازک مرحلے

صاحبِ معارف نے یہاں عجیب نکتہ درج فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں پہلی دو باتوں کو فی اللہ یعنی اللہ کے لئے کہا گیا ہے مگر تیسری کو جس میں جان بچانے اور بیوی کی حفاظت مقصود تھی فی اللہ نہیں کہا گیا اگرچہ جان بچانا اور بیوی کی حفاظت بھی اللہ ہی کی اطاعت تھی مگر یہاں اطاعتِ الٰہی کے ساتھ تھوڑا سا حظِ نفس بھی تھا جو انبیاءؑ کی عظمت شان کے باعث محض للہ فی اللہ کا درجہ نہ پا سکا۔ سبحان اللہ کس قدر نازک معاملات ہیں اللہ ہماری لغزشوں سے درگذر فرمائے آمین!

چنانچہ جب آپ نے فرمایا انہی سے پوچھ لو تو قوم کے سرداروں کے سر جھک گئے۔ سخت شرمندہ ہوئے اور اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ ہم ہی ظالم ہیں جو ایسی غلط روش اپنا رکھی ہے مگر سر جھکائے جھکائے یعنی شرمندگی کے ساتھ بھی کہنے لگے کہ یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ بُت بولا نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کسقدر بیوقوفی ہے کہ تم لوگ ایسے بتوں کی پوجا کر رہے ہو جو خود اپنا نفع نقصان بھی نہیں جانتے نہ تمہیں یا کسی اور کو کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ تُف ہو تم پر بھی اور تمہارے بُتوں پر بھی تم عقل کے اسقدر اندھے ہو۔

جب قوم لاجواب ہو گئی تو جھگڑے پہ اُتر آئی اور فیصلہ یہ کیا کہ انہیں یعنی ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی آگ میں جلایا جائے تاکہ ہمارے بتوں کو نہ ماننے اور ان کی توہین کرنے کی سزا کا پتہ چلے چنانچہ انھوں نے ایک بہت بڑا الاؤ تیار کیا۔ ان کا بادشاہ نمرود ہی اس فیصلے کا کرنے والا تھا اور ساری قوم ساتھ تھی لہٰذا چالیس روز تک ہر قسم

کا ایندھن ساری قوم نے مل کر جمع کیا اور ایک بہت بڑا میدان بھر گیا۔ پھر اسے آگ لگادی گئی اور ہفتہ بھر اُسے بھڑکاتے رہے۔ یہاں تک کہ فضا بھی شعلوں سے بھر گئی اور پرندوں تک کے لیے اوپر سے گزرنا محال ہوگیا اب سوال پیدا ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کو کیسے پھینکا جائے تو مفسرین کرام کے مطابق ابلیس نے ظاہر ہو کر انھیں منجنیق بنانے کا طریقہ سکھایا اور اس میں ابراہیم علیہ السلام کو بٹھا کر آگ میں پھینکا گیا۔ اگرچہ منجنیق اس ظلم کے لیے ایجاد ہوئی اور ابلیس کے مشورے سے ہوئی پھر پہلا کام بھی اس سے یہی لیا گیا مگر تاریخ گواہ ہے

ایجادات کا استعمال

کہ پھر مسلمان جرنیلوں نے اسلامی فتوحات میں اسے خوب استعمال کیا اور ابلیس کا ہتھیار خود اس کی اولاد اور ماننے والوں کے خلاف کام آیا آج بھی اگر ٹیلیویژن وغیرہ ایجادات کو جو بے حیائی پھیلانے کا باعث بن رہی ہیں اگر مثبت کام پر اور تعلیم و تربیت کے کاموں میں استعمال کیا جائے تو فقیر کی رائے میں بڑے فتوے دینے سے بہت بہتر ہو سکتا ہے۔

آگ اور ابراہیم علیہ السلام

ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے آگ سے فرمادیا کہ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی والی بن جا یعنی مزیدار ہو جا کہیں زیادہ ٹھنڈی ہو کر بھی ایذا کا باعث نہ بن جانا۔ یہاں بہت سے مستشرقین نے بھی اور معجزات کے منکرین نے بھی فضول اعتراضات کیے ہیں جن کی بنیاد فلسفہ کے اصول پر ہے کہ جو وصف کسی ذات کے لیے لازم ہو وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتا جیسے آگ کے لیے جلانا لازمی ہے مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ لوازمات محض سنت اللہ ہیں کہ اس نے ان کے مزاج میں یہ بات رکھ دی جب وہ تبدیل کرنا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا جیسے یہاں آگ کو بجھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ خود آگ کو حکم دیا کہ ہر شے کو جلانے والی تو ہے مگر ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی کا سبب بن جا۔ چنانچہ آگ آگ ہی رہی ہر شے کو جلاتی رہی حتیٰ کہ جن رسیوں میں ابراہیم علیہ السلام جکڑے ہوئے تھے وہ بھی اسی آگ نے جلادیں مگر ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہ صرف کوئی دُکھ نہ پہنچا بلکہ انھوں نے فرمایا کہ جتنے روز میں نے وہاں گزارے وہ زندگی بھر یاد رہے کہ پھر ایسی راحت کہیں نہ ملی (مظہری)

اللہ چاہتے ہیں اشیاء کی تاثیر بدل جاتی ہے جیسے پانی میں ہر شے کی حیات ہے مگر قومِ نوحؑ کے لیے موت بن گیا۔ آل فرعون پانی میں غرق ہوئے مگر ارشاد ہے اغرقوا فادخلوا نارًا کہ غرق ہو کر آگ میں داخل

ہوئے۔ ایسے ہی یہاں جب کفار نے آگ میں پھینکنے کی تیاری کی تو ارض وسما کے فرشتے پکار اُٹھے کہ اللہ ہم کو اجازت دے تو تیرے خلیل کی مدد کو حاضر ہوں ارشاد ہوا ان سے پوچھ لو۔ چنانچہ ہواؤں، بادلوں کے فرشتوں نے خود جبرائیل آمین نے حاضر ہو کر مدد کی اجازت چاہی تو فرمایا مجھے کیوں اور کس لیے آگ میں ڈالا جا رہا ہے عرض کیا اللہ کے لیے تو فرمایا اللہ خود جانتا ہے اور ہر چیز پہ قادر ہے لہٰذا تمھارا نکرمند ہونا صحیح نہیں میرے اور میرے محبوب کے درمیان مت آؤ۔ چنانچہ اللہ نے اپنی عظمت کا اظہار یوں فرمایا کہ خود آگ کو حکم دیا وہ قادر ہے جیسے فرشتہ اس کی مخلوق ہے آگ بھی مخلوق ہے اور آگ آگ ہی رہی لپکتے شعلے اور دھویں کے اٹھتے بادل ابراہیم علیہ السلام کے لیے خوبصورت اور خوشبوؤں سے بھری عطر بیز ہوائیں ثابت ہوئے اور جب آگ بھڑک بھڑک کر ٹھنڈی ہوئی تو آپ باہر تشریف لے آئے ارشاد ہوتا ہے انھوں نے اپنی طرف سے تو بہت بڑی تجویز پہ عمل کیا مگر قدرتِ باری نے انھیں ناکامی کا منہ دکھایا اور سخت نقصان میں رہے کہ اتنی عظیم ہستی اور اللہ کے رسول سے مستفید نہ ہو سکے۔

جھگڑا محرومی کا سبب بنتا ہے

اگر وہ ان کے دلائل پر غور و فکر کرتے تو مستفید ہوتے مگر جھگڑا کر کے محرومی حاصل کی۔ اہل اللہ سے جھگڑا جو نقصان سب سے کم دیتا ہے وہ ان کی برکات سے محرومی ہے اور نبی کی برکات ہی ایمان کہلاتی ہیں۔ اولیاء اللہ سے جھگڑا ابھی اگرچہ کفر تو نہیں مگر عموماً بندے کو ادھر ہی کھینچ کر لے جاتا ہے اور ایسے لوگ مرتے گمراہ ہو کر ہی ہیں۔ اعاذنا اللہ منھا۔

ادھر کفار ناکام بھی ہوئے اور نامراد بھی ادھر ابراہیم علیہ السلام کو لوط علیہ السلام کو جو ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ اس جگہ سے نجات دے کر اور نمرود کی سلطنت یعنی ملک عراق سے ملک شام پہنچا دیا اور وہ ہجرت کر کے ایسے ملک میں تشریف لے گئے جو برکات کا مخزن ہے کہ بیشتر انبیاء بھی وہاں پیدا ہوئے۔ روحانی برکات کا مرکز بنی اور چشمے، نہریں اور پھل وغیرہ بکثرت ہو کر دنیا کی نعمتوں کا مرکز بھی ہے اور ہم نے انہیں اسحٰق علیہ السلام جیسا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام جیسا پوتا دیا جو سب نبی تھے یعنی نہ صرف یہ کہ ان کی نسل باقی رکھی بلکہ پشتوں تک نبوت سے سرفراز فرمایا اور لوط علیہ السلام کو بھی نبی مبعوث فرمایا اور انھیں حکمت اور علم انکی شان کے مطابق عطا فرمایا اور جن لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ان کی خباثت اور بُری عادتوں سے انھیں محفوظ فرما کر اپنی رحمتِ خاص میں داخل فرمایا

روح المعانی میں ان کی خبیث عادات میں شراب خوری، گانا بجانا، داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا، کبوتر بازی، ریشمی لباس اور فال کے ڈھیلے پھینکنا وغیرہ لکھی ہیں اور سب سے خبیث تر ان کی عادت لواطت کی تھی جسے ہم جنس پرستی کہا جاتا ہے اور جو آج کل مغرب کی تہذیب میں قانونی طور پر درست ہے۔ اللہ انہیں بھی ایسے ہی تباہ کرے جیسے قومِ لوط ہوئی تھی۔ آمین!

بے شک لوط علیہ السلام بہت نیک یعنی اللہ کے نبی تھے اور معصوم تھے لہٰذا انھیں سب پریشانیوں سے بچا لیا گیا اور ساتھ ان کے ماننے والوں کو بھی۔

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (٧٦)

اور نوح (کا قصہ بھی یاد کرو) جب (اس سے) پیشتر انہوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور انکو اور انکے ساتھیوں کو بڑی گھبراہٹ سے نجات دی (۷۶)

76. And Noah, when he cried of old, We heard his prayer and saved him and his household from the great affliction.

وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ (٧٧)

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے تھے اُن پر نصرت بخشی۔ وہ بیشک بُرے لوگ تھے سو ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا (۷۷)

77. And delivered him from the people who denied Our revelations. Lo! they were folk of evil, therefor did We drown them all.

وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ (٧٨)

اور داؤد اور سلیمان (کا حال بھی سُن لو کہ) جب وہ ایک کھیتی کا مقدمہ فیصل کرنے لگے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کو چر گئی (اور اسے روند گئی) تھیں اور ہم انکے فیصلے کے وقت موجود تھے (۷۸)

78. And David and Solomon, when they gave judgement concerning the field, when people's sheep had strayed and browsed therein by night; and We were witnesses to their judgement:

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ (٧٩)

تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریق) سلیمان کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت و نبوت) اور علم بخشا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کا مسخر کر دیا تھا کہ انکے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور جانوروں کو بھی مسخر کر دیا تھا اور ہم ہی (ایسا) کرنے والے تھے (۷۹)

79. And We made Solomon to understand (the case); and unto each of them We gave judgement and knowledge. And We subdued the hills and the birds to hymn (His) praise along with David. We were the doers (thereof).

وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ (٨٠)

اور ہم نے تمہارے لئے اُن کو ایک (طرح کا) لباس بنانا بھی سکھا دیا تاکہ تم کو لڑائی (کے ضرر) سے بچائے پس تمکو شکر گذار ہونا چاہیے (۸۰)

80. And We taught him the art of making garments (of mail) to protect you in your daring. Are ye then thankful?

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ (٨١)

اور ہم نے تیز ہوا سلیمان کے تابع (فرمان) کر دی تھی جو اُن کے حکم سے اس ملک میں چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی (یعنی شام) اور ہم ہر چیز سے خبردار ہیں (۸۱)

81. And unto Solomon (We subdued) the wind in its raging. It set by His command toward the land which We had blessed. And of everything We are aware.

وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ (٨٢)

اور دیوؤں (کی جماعت کو بھی اُن کے تابع کر دیا تھا کہ اُن) میں سے بعض اُن کے لئے غوطے مارتے تھے اور اسکے سوا اور کام بھی کرتے تھے۔ اور ہم اُن کے نگہبان تھے (۸۲)

82. And of the evil ones[3] (subdued We unto him) some who dived (for pearls) for him and did other work, and We were warders unto them:

83. And Job, when he cried unto his Lord, (saying): Lo! adversity afflicteth me, and Thou art Most Merciful of all who show mercy.

وَاَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّىْ مَسَّنِىَ
الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (۸۳)

اور ایوب (کو یاد کرو) جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دُعا کی کہ
مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (۸۳)

84. Then We heard his prayer and removed that adversity from which he suffered, and We gave him his household (that he had lost) and the like thereof along with them, a mercy from Our store, and a remembrance for the worshippers;

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ
ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى
لِلْعٰبِدِيْنَ (۸۴)

تو ہم نے اُن کی دعا قبول کر لی اور جو اُن کو تکلیف تھی
وہ دُور کر دی اور اُن کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور
اپنی مہربانی سے اُن کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور
عبادت کرنے والوں کے لئے (یہ) نصیحت ہے (۸۴)

85. And (mention) Ishmael, and Idris, and Dhû'l-Kifl. All were of the steadfast.

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ
كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ (۸۵)

اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو)
یہ سب صبر کرنے والے تھے (۸۵)

86. And We brought them in unto Our mercy. Lo! they are among the righteous.

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ
مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (۸۶)

اور ہم نے اُن کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ
نیکوکار تھے (۸۶)

87. And (mention) Dhû'n-Nûn,[5] when he went off in anger and deemed that We had no power over him, but he cried out in the darkness, saying: There is no God save Thee. Be Thou glorified! Lo! I have been a wrong-doer.

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ
اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ
اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ
كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۸۷)

اور ذوالنون (کو یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے) ناراض ہو کر
غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم اُن پر قابو
نہیں پا سکیں گے آخر اندھیرے میں (خدا کو) پکارنے لگے کہ تیرے
سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے (اور) بیشک میں قصوروار ہوں (۸۷)

88. Then We heard his prayer and saved him from the anguish. Thus We save believers.

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ
وَكَذٰلِكَ نُـْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ (۸۸)

تو ہم نے اُنکی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات بخشی۔ اور
ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں (۸۸)

89. And Zachariah, when he cried unto his Lord: My Lord! Leave me not childless, though Thou art the best of inheritors.

وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ
فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (۸۹)

اور زکریا (کو یاد کرو) جب اُنہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ
پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے (۸۹)

90. Then We heard his prayer, and bestowed upon him John, and adjusted his wife (to bear a child) for him. Lo! they used to vie one with the other in good deeds, and they cried unto Us in longing and in fear, and were submissive unto Us.

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ
اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا
يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا
رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ (۹۰)

تو ہم نے اُن کی پکار سن لی اور اُن کو یحییٰ بخشے اور اُنکی
بیوی کو اولاد کے قابل بنا دیا۔ یہ لوگ لپک لپک کر
نیکیاں کرتے اور ہمیں اُمید اور خوف سے پکارتے اور
ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے (۹۰)

91. And she who was chaste,[6] therefor We breathed into her (something) of Our spirit and made her and her son a token for (all) peoples.

وَالَّتِىْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا
مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۱)

اور اُن (مریم) کو (بھی یاد کرو) جنہوں نے اپنی عفت کو
محفوظ رکھا۔ تو ہم نے اُن میں اپنی رُوح پھونک دی اور اُنکو
اور اُن کے بیٹے کو اہلِ عالم کے لئے نشانی بنا دیا (۹۱)

92. Lo! this, your religion, is one religion, and I am your Lord, so worship Me.

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (۹۲)

یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا
پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو (۹۲)

93. And they have broken their religion (into fragments) among them, (yet) all are returning unto Us.

وَتَقَطَّعُوٓا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رٰجِعُونَ ﴿٩٣﴾ ع

اور یہ لوگ اپنے معاملے میں باہم متفرق ہوگئے ۔ مگر سب ہماری طرف رجوع کرنے والے ہیں ﴿٩٣﴾

اسرار و معارف

ایسے ہی نوح علیہ السلام کی مثال ہے جب کفار کی ایذا اور مسلسل انکار کے باعث انہوں نے دُعا کی تو کُفّار تباہ و برباد ہو گئے ۔ سارا عالم غرق ہوا مگر وہ خود اور ان کے ماننے والے اس بہت بڑے دُکھ سے بھی محفوظ رہے نیز کفار کی ایذا سے بھی ہمیشہ کے لیے بچا لیے گئے کہ کفار غرق ہو کر اپنے انجام کو پہنچے نیز ہم نے کفار سے اپنی آیات کے انکار اور نبی کی نافرمانی کا خوب خوب بدلہ لیا کہ وہ بھی بہت بُرے لوگ تھے اور جب اللہ کی نافرنی اور نبی کی دشمنی میں حد سے بڑھے تو ہم نے سب کو ڈبو دیا اور غرق کر کے تباہ کر دیا۔

نیز داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے واقعات سنایئے کہ جہاں نبی سے دشمنی بربادی کا سبب ہے وہاں نبی کی اطاعت میں آخرت بھی سنورتی ہے اور دُنیا کا فائدہ بھی نصیب ہوتا ہے جیسے انہوں نے کھیتی کے اجڑنے کا فیصلہ سنایا تھا جب ایک شخص کی بکریوں نے دوسرے کی کھیتی چر لی تھی ۔ ان کا فیصلہ ہمارے سامنے تھا اور حق تھا جو داؤد علیہ السلام نے کیا مگر ہم نے سلیمان علیہ السلام کو اس کی ایک بہتر صورت القا کر دی کہ جس میں صرف فیصلہ ہی نہ تھا ان دونوں فریقوں کا دنیا کا فائدہ بھی تھا ۔ مفسرین کرام نے

نبی کی اطاعت میں آخرت بھی اور دُنیا کا فائدہ بھی نصیب ہوتا ہے

واقعہ اس طرح نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص کی بکریاں دوسرے کی کھیتی چر گئیں اور کھیتی کا نقصان اسی قدر ہو گیا جس قدر بکریوں کی قیمت بھی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے ۔ آپ نے سارا معاملہ دیکھ کر اور ثبوت پا کر حکم دیا کہ نقصان پورا کرنے کے لیے بکریاں کھیت کے مالک کو دے دی جائیں اور یہ فیصلہ حق تھا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ ان کا فیصلہ ہمارے روبرو تھا ۔ جب انہوں نے فیصلہ قبول کر لیا تو اللہ نے سلیمان علیہ السلام کے دل میں بات ڈال دی

جنھوں نے عرض کیا کہ والدِ گرامی آپ کا فیصلہ درست مگر اس سے بہتر صورت بھی ہے پوچھا وہ کیا فرمایا بکریاں کھیتی والے کو دیں اور وہ ان سے فائدہ اٹھائے مگر تب تک کھیتی بکریوں کے مالک کو دی جائے تاکہ وہ اس میں محنت کرے اور جب پہلے کی طرح سرسبز ہو جائے تو کھیتی کا مالک کھیتی لے کر بکریاں واپس کر دے تو دونوں کو دنیا کا فائدہ بھی مل جائے گا۔ چنانچہ اس پر انھوں نے یہ فیصلہ قبول کر کے صلح کر لی۔

کیا فیصلہ تبدیل کیا جاسکتا ہے؟ اور اپیل درست ہے

اس بارہ میں تفاسیر میں بہت لمبی بحثیں کی گئی ہیں کہ کیا پہلا فیصلہ درست نہ تھا یا اگر درست تھا تو تبدیل کیوں ہُوا۔ درحقیقت یہاں دونوں فیصلے درست تھے پہلا قانونی فیصلہ تھا اور حق تھا۔ دوسرا فیصلہ ان کی باہمی رضامندی سے تھا اور ایک طرح کی صلح تھی نیز اسلام میں بھی اگر فریقین صلح کریں تو اسے اوّلیت حاصل ہے۔ اگر کوئی فریق نہ مانے تو قانونی فیصلہ نافذ کیا جاتا ہے جیساکہ سیدنا عمرؓ کا ارشاد ہے کہ قانونی فیصلہ سے ایک فریق دب جاتا ہے مگر دل سے راضی نہیں ہوتا جبکہ صلح سے دل صاف ہو جاتے ہیں نیز یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ اگر فیصلہ کر چکنے کے بعد خود قاضی کو بہتر صورت نظر آئے تو اس فیصلہ کو بدل دے یعنی نظرِ ثانی کرنا درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے اوپر کی عدالت مزید چھان پھٹک کر کے دیکھ لے وہی فیصلہ بحال رکھے یا اس کی بہتر صورت نافذ کر دے۔ دونوں فیصلے حق پر مبنی تھے لہٰذا ارشاد ہوا کہ ہم نے دونوں کو حکم اور علم عطا فرمایا تھا۔ سلطنت بھی دی تھی اور نبوت بھی عطا کی گئی۔ داؤد علیہ السلام کی شان تو یہ تھی کہ پہاڑ اور فضائی پرندے ان

ذکر اور اس کی برکات

کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا کرتے اور اس کی پاکی زبانِ قال سے بیان کیا کرتے۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ یہ کام ہماری قدرت سے ہوتا ہے اور ہم قادر ہیں جو چاہیں کریں اگر یہاں یہ ذکر زبانِ حال سے کہا جائے تو داؤد علیہ السلام کی تخصیص نہیں رہتی وہ تو ہر شے ہر حال میں کرتی ہے لہٰذا یہاں زبانِ قال سے ہی مراد ہے اور یہ فضیلت بعض اہل اللہ کو باتباعِ نبی نصیب ہوتی ہے کہ پہاڑ، پتھر، درخت ان سے کلام کرتے ہیں۔ ایسے طبیب گذرے ہیں جو جڑی بوٹیوں سے ان کی تاثیر دریافت کر لیا کرتے تھے حتیٰ کہ ذکر کی برکات اس سے بھی بہت زیادہ ہیں نیز

انبیاء علیھم السلام دنیا کے علوم کا خزینہ بھی ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں یہ علوم سکھائے جاتے ہیں۔

صنعت اور اسلام

جیسے ہم نے داؤد علیہ السلام کو لوہے کی زرہ بنانا سکھا دیا جس نے لڑائی کی شدت میں لوگوں کی حفاظت کا حق ادا کیا۔ لوگو تمھیں ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے یعنی صنعت اور ٹیکنالوجی نہ صرف سیکھنا ضروری ہے بلکہ یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور جس قدر حاصل ہو سکے کی جائے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے کہ بندہ ٹیکنالوجی بھی سیکھے اور دین بھی جانتا ہو۔ ایسے ہی ہم نے سلیمان علیہ السلام کو ہوا پر اختیار دے دیا جو ان کے حکم سے چلتی اور بابرکت زمین اور ان کی سلطنت میں انہیں اڑائے پھرتی۔ ہماری ذات ہر شے سے واقف ہے۔ مفسرین کرام کے مطابق سلیمان علیہ السلام اپنے اہل دربار سمیت بہت بڑے تخت پر کرسیاں سجا لیتے اور جہاں چاہتے مہینوں کی مسافت پر ہوا انہیں گھنٹوں میں لے جاتی۔ یہ اللہ کی عطا تھی کہ انسانی ذہن بالآخر ایسی مشین بنانے میں کامیاب ہو گیا جس کی ساری تکنیک ہوا کو تیزی سے پیچھے دھکیل کر انسانوں سمیت ایک ہوائی جہاز کو اُڑائے جانا ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "الحکمۃ ضالۃ المومن" کہ صنعت اور دانائی کی بات مومن ہی کی گم شدہ دولت ہے جہاں ملے حاصل کر لی جائے۔

نیز سلیمان علیہ السلام کو تو ہم نے جنات پر بھی حکومت بخشی کہ وہ ان کی خدمت اور اطاعت کرتے تھے۔ بعض سمندروں سے موتی نکال کر لاتے تو کچھ دوسری خدمات انجام دیتے۔ یہاں بھی ثابت ہے کہ جنات اللہ کی مخلوق ہے

جنّات کا وجود بھی ہے اور بطور کرامت ولی کو ان پر اختیار ہونا ممکن ہے

اور زمین پر آباد ہے جو ایمان لانے کے مکلف ہیں جو کفر کرتے ہیں وہ شیطان کے پیروکار ہو کر شیاطین ہی کہلاتے ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم ان پر بھی تھا ورنہ ایماندار تو اطاعت کرنا ویسے ہی سعادت جانتے ہیں نیز یہ ممکن ہے کہ ولی اللہ کو بغیر کسی چلّہ کشی اور عمل کے محض کرامت کے طور پر جنات پر اختیار حاصل ہو۔

اور ایسے ہی عجائبات ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں ہیں کہ جب ان پر بیماری بہت بڑھ گئی تو انھوں نے دعا فرمائی کہ میرے پروردگار میں سخت تکلیف میں ہوں اور آپ سب سے بڑے رحم کرنے والے ہیں چنانچہ ہم نے

ان کی درخواست قبول فرما کر ان سے نہ صرف بیماری دُور کر دی بلکہ انھیں ان کا گھر بار اور خاندان بھی عطا کر دیا اور اتنا اور بھی دے دیا جس قدر مال اور اولاد پہلے ان کی تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے اور بہت مالدار بھی تھے صاحبِ اولاد بھی مگر اللہ کی طرف سے آزمائش آئی مال بھی کھو گیا۔ خاندان بھی مر کھپ گیا اور خود سخت بیمار ہو کر ایسے پھوڑے میں مبتلا ہوئے کہ سارا بدن ایک پھوڑا بن گیا۔ صرف ایک بیوی ساتھ رہ گئیں جو یوسف علیہ السلام کی پوتی تھیں جن کا نام لیّا بنت منشا بن یوسف تھا۔ لوگوں نے شہر سے نکال کر باہر پھینک دیا۔ اس حال میں بھی اللہ کا شکر ادا کیا کرتے۔ جب اللہ جل جلالہ کو منظور ہوا تو دعا فرمائی۔ اللہ کریم نے زمین پر پاؤں مارنے کا حکم دیا جس سے شفاف چشمہ پھوٹ پڑا اور اس میں غسل کر کے صحت یاب ہو گئے۔ ربِ جلیل نے اولاد اور مال و منال بھی عطا فرمایا اگر وہی مرنے والے زندہ کر دیے تو قادر ہے کہ حضرت عزیز علیہ السلام کی طرح دنیا اور برزخ کے درمیان ہی رکھا ہو اور پھر سے لوٹا دیا ہو یا نئی اولاد دے دی تو بھی اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ یہ سب حالات ان لوگوں کے لیے تو بہت بڑی نصیحت ہیں جو میری عبادت کرتے ہیں۔ ایسے ہی اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور ذوالکفل یہ سب لوگ صبر کرنے والے تھے یعنی دین پر عمل کا راستہ ایسا ہے کہ اس میں ہمیشہ مشکلات پیش آتی ہیں اور

دین پر عمل کے راستے میں ہمیشہ مشکلات آتی ہیں

اللہ سے ایمان کا تقاضا ہے کہ صبر و شکر سے برداشت کیا جائے پھر اللہ کریم آسانی میں بھی بدل دیتے ہیں کہ ان سب کو انجام کار ہم نے اپنی رحمت سے نوازا کہ یہ سب نیک اور صالح لوگ تھے۔

ایسا ہی عجیب و غریب واقعہ مچھلی والے نبی یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا ہے کہ جب وہ قوم سے خفا ہو کر چلے گئے اور ان کے خیال میں یہ کوئی جرم نہ تھا کہ اس پر گرفت ہو مگر وہ اندھیروں میں پھنس کر رہ گئے اور وہاں بھی اللہ ہی کو پکارا کہ اے اللہ تو ہی واحد اور بغیر کسی شریک کے حکمران ہے اور ہر عیب سے پاک ہے۔ بیشک میں قصوروار ہوں

یونس علیہ السلام کا واقعہ

اس واقعہ سے بھی مقصود اسی موضوع کی تائید ہے کہ نافرمانی ہمیشہ عذاب ہی کا سبب بنتی ہے اور بھلائی کا راستہ توبہ کا راستہ اور اطاعت کا راستہ ہے۔

مفسرین نے بہت طویل بیان کیا ہے جس میں بڑی حد تک اسرائیلی روایات بھی آگئی ہیں جو اعتبار کے قابل نہیں ہوتیں قرآن حکیم اور احادیثِ مبارکہ سے صاف واقعہ اس طرح سے ملتا ہے کہ موصل کے علاقہ میں نینوا نامی شہر کے لوگوں

کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ بہت محنت کے بعد بھی قوم نے آپ کی بات ماننے سے انکار ہی کیا تو اللہ کی طرف سے عذاب کی وعید ملی جو انہوں نے قوم کو سنا دی کہ اب تین روز کے اندر اندر اللہ کا عذاب تمھیں اپنی گرفت میں لینے والا ہے اور قوم کی اس بے حسی پر کہ کسی ایک آدمی نے بھی ایمان قبول نہ کیا بہت ناراض ہوئے۔ ذَهَبَ مُغَاضِبًا سے اللہ ہی کے لیے ناراض ہونا مقصود ہے اور اسی ناراضگی میں انہیں چھوڑ کر چل دیئے۔ اگرچہ عذاب کا وعدہ بھی اللہ جل شانہ کا تھا مگر تا حال توبہ کا دروازہ تو بند نہ ہوا تھا نیز اللہ کے نبی کو جانے کے لیے بھی وحی کا انتظار کرنا اولیٰ تھا اگرچہ عذاب کی وعید کے بعد آپ کا یہ اجتہاد کہ اب انہیں اس مقام سے چلے جانا چاہیئے درست تھا مگر اولیٰ یہ تھا کہ جب تک بذریعہ وحی وہاں سے جانے کا ارشاد نہ ہوتا انتظار فرماتے۔ یہاں یہی مُراد ہے کہ ان کا خیال یہ تھا کہ میرے چلے جانے سے کوئی گرفت نہ ہوگی مگر ہوا یہ کہ قوم نے توبہ کرلی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یونس علیہ السلام تو چلے گئے اور عذاب کے بعض اثرات ظاہر ہونے لگے تو سب نے خوب الحاح وزاری سے دُعا کی حتیٰ کہ سب آبادیوں سے نکل گئے۔ ماؤں نے بچوں کو دودھ دینا بند کر دیا۔ جانوروں کے بچے الگ کر دیئے اور یوں سب گڑگڑا کر دعا کرنے لگے۔ بچّوں نے الگ رو رو کر شور کیا جانور اور ان کے بچّے اپنی اپنی جگہ چِلانے لگے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرما کر عذاب روک دیا۔ ادھر حضرت یونسؑ چلتے ہُوئے دریا پر پہنچے اور کشتی میں سوار ہوئے تو دریا کے درمیان کشتی رک گئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ شاید کوئی بھاگا ہوا غلام کشتی میں ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو تب احساس ہوا اور فرمایا میں ہوں مجھے دریا میں ڈال دیا جائے مگر اہلِ کشتی نہ مانے اور قرعہ ڈالا وہ بھی آپ ہی کے نام نکلا تو آپ کو دریا میں ڈال دیا جہاں فوراً ایک مچھلی نے نگل لیا۔ مگر اللہ نے آپ کو مچھلی کی غذا نہ بننے دیا نہ اس حال میں آپ کو کوئی گزند پہنچا بلکہ مچھلی کے پیٹ کے اندر بھی آپ اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ گویا اپنے حواس میں تھے اور وہاں ہی دُعا کی کہ اللہ تو پاک ہے اور مجھ سے خطا سرزد ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور انھیں اس مصیبت سے بچا لیا یعنی مچھلی نے کنارے پر اُگل دیا اور پھر واپس اپنی زندگی میں لوٹ گئے۔ ایسے ہی ہر ایمان والے کو ہم غموں سے بچا لیتے ہیں اور اس کی دعائیں قبول فرما کر اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔

یہی مثال حضرت زکریا علیہ السلام کے واقعہ میں موجود ہے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا اور

دعا کی بار الہا مجھے دنیا میں تنہا مت چھوڑ کہ میرا کوئی وارث نہیں اور سب سے بہتر وارث تو تیری ہی ذات ہے کہ اولاد بھی دنیا سے چلی ہی جائے گی مگر میری تمنا ہے کہ میری اولاد ہو جو میری جگہ لے سکے اور میرے بعد دین کی خادم ہو کہ انبیاؑ کی وراثت دین کا علم ہی ہوتی ہے تو ان کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت یحییٰؑ جیسا عظیم فرزند عطا فرمایا۔ جو نبوت سے سرفراز ہو کر حقیقی وارث ثابت ہوئے اور صرف یہی نہیں کہ ایک عظیم فرزند عطا فرمایا بلکہ ان کی اہلیہ جو بانجھ تھیں اور اولاد کے لائق نہ تھیں انہیں صحت مند اور قابل اولاد بنا دیا اس لیے کہ یہ میرے بندے نیکی اور بھلائی کی طرف لپکنے والے تھے۔ کبھی نیکی میں تاخیر نہ کرتے اور ہر حال میں مجھے یاد کرتے۔ دکھ ہو یا تکلیف آرام ہو یا راحت ہمیشہ مجھے ہی پکارتے تھے اور انہیں میرے مقابل اپنے عجز کا اور بندہ ہونے کا پوری طرح احساس تھا۔ پھر حضرت مریمؑ کی مثال لیجیے جنھوں نے اپنی آبرو کو مرد سے محفوظ رکھا حتیٰ کہ مرد سے نکاح کے راستے جائز اور حلال طور پر بھی نہ ملیں اور ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی جبرائیل علیہ السلام کو دم کرنے کا حکم دیا مگر جو پھونک انہوں نے ماری دراصل وہ ہمارا ہی فعل تھا اور انہیں بغیر شوہر کے فرزند عطا فرمایا اور ان کی ذات کو اور ان کے بیٹے کو ایک جہان کے لیے اپنی عظمت کا نشان بنا دیا۔

کیا شادی نہ کرنا باعثِ فضیلت ہے

مریم علیہ السلام کے واقعہ میں بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے بھی ان کے جنسی ملاپ سے الگ رہنے کی تعریف کی گئی ہے انہیں "حصوراً" بھی کہا گیا ہے جس سے مراد ان کا جنس مخالف سے الگ رہنا ہے۔ تو بظاہر لگتا ہے کہ شادی نہ کرنے پر تعریف ہے مگر یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ اگر شادی نہ کرنا باعثِ فضیلت ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شادی نہ کرتے حالانکہ آپ نے نہ صرف نکاح فرمائے بلکہ نکاح کو اپنی اہم سنت قرار دے کر نکاح کرنے کی تاکید فرمائی۔ ہاں اس حال میں کہ اگر شادی نہ ہو سکے تو پھر کسی بھی طرح ناموس پہ حرف نہ آئے قابلِ تعریف ہے نیز شادی اور جنسی ملاپ میں ایک اثر ہے کہ دنیا کا کوئی کام اگر سب سے زیادہ توجہ کو جذب کرتا ہے تو وہ جنسی اختلاط ہے اور وہ چند لمحے آدمی اگر فنافی اللہ والا بھی ہو تو اس کی توجہ متاثر ہوتی ہے لہٰذا اس بات کو بھی شمار کیا جائے گا کہ جو بندہ زندگی بھر اس میں مبتلا ہی نہ ہوا ہو وہ کس قدر مکمل طور پر متوجہ الی اللہ رہا۔ سیرت میں موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کو قبر میں اتارنے کے لیے حکم دیا تھا کہ ایسے دو بندے آئیں

جنہوں نے رات اہلیہ سے مباشرت نہ کی ہو حالانکہ مباشرت کرنا گناہ نہیں تھا بلکہ زوجین کے حقوق میں ہے مگر نہ کرنے والا شب بھر زیادہ متوجہ الی اللہ رہا۔ لہٰذا اس کام کے لیے اسے ترجیح دی گئی (واللہ اعلم)۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر ممکن ہو تو نکاح ضرور کیا جائے اور آج کل تو دو تین چار نکاح کرے اگر اللہ ہمت دیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں میں کفار کا اثر پھیل رہا ہے اور نکاح ثانی کو بُرا سمجھا جانے لگا ہے تو لوگو متذکرہ بالا سب لوگ جن کی نبوت و صداقت کو ماننے کا دعویٰ تم بھی رکھتے ہو۔ یہودی، عیسائی تو خیر عرب کے مشرک بھی خود کو دین ابراہیمی کا پیروکار کہتے ہیں مگر یہ تو دیکھو کہ سب ایک جماعت ہیں۔ عقائد میں کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ کی ذات اور صفات آخرت حشر نشر عذاب و ثواب اور فرشتوں کے وجود کی سب نے خبر دی ہے اور خصوصًا سب نے اپنی بعثت کا بھی اور زندگی کا بھی مقصد یہی قرار دیا کہ اللہ واحد ہے اور صرف اور صرف وہی اکیلا عبادت کے لائق ہے لہٰذا میں ہی تمہارا پروردگار ہوں میری ہی عبادت کیا کرو مگر لوگ اغراض کے بندے بن گئے اور وہی کتابیں پڑھ کر بھی خود کو تقسیم کر لیا۔ اپنی اپنی غرض پوری کرنے کے لیے الگ مذاہب گھڑ لیے اور فرقے بنا لیے مگر یہ جان رکھو کہ آخر کب تک! آخر کو تو سب کو ہماری ہی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾

جو نیک کام کریگا اور مومن بھی ہوگا تو اسکی کوشش رائیگاں نہ جائیگی۔ اور ہم اُس کے لیے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں ﴿٩٤﴾

94. Then whoso doth good works and is a believer, there will be no rejection of his effort. Lo! We record (it) for him.

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾

اور جس بستی (والوں) کو ہم نے ہلاک کر دیا محال ہے کہ (رجوع کریں) وہ رجوع نہیں کریں گے ﴿٩٥﴾

95. And there is a ban upon any community which We have destroyed: that they shall not return,

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾

یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے دوڑ رہے ہوں ﴿٩٦﴾

96. Until, when Gog and Magog are let loose, and they hasten out of every mound.

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾

اور (قیامت کا) سچا وعدہ قریب آجائے۔ تو ناگاہ کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں (اور کہنے لگیں کہ) ہائے شامت ہم اس (حال) سے غفلت میں رہے بلکہ ہم (اپنے حق میں) ظالم تھے ﴿٩٧﴾

97. And the True Promise draweth nigh; then behold them, staring wide (in terror), the eyes of those who disbelieve! (They say): Alas for us! We (lived). in forgetfulness of this. Ah, but we were wrong-doers!

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾

(کافرو اس روز) تم اور جن کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہوگے (اور تم سب) اس میں داخل ہو کر رہو گے ﴿٩٨﴾

98. Lo! ye (idolaters) and that which ye worship beside Allah are fuel of hell. Thereunto ye will come.

لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا

اگر یہ لوگ (درحقیقت) معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے سب

99. If these had been Gods they would not have come

وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾
لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّهُمْ فِيهَا لَا
يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾
إِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ ۙ
أُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾
لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ
مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾
لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ ۗ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾
يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ
كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۚ وَعْدًا
عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ
أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾
إِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾
وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾
قُلْ إِنَّمَا يُوْحٰىٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۚ
وَإِنْ أَدْرِيْٓ أَقَرِيْبٌ أَمْ بَعِيْدٌ مَّا
تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾
إِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ
مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾
وَإِنْ أَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ
إِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾
قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع

اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے (۹۹)
وہاں ان کو چلّانا ہوگا اور اس میں (کچھ) نہ سن
سکیں گے (۱۰۰)
جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر
ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے (۱۰۱)
(یہاں تک کہ) اسکی آواز بھی تو نہیں سنیں گے اور جو کچھ انکا جی چاہیگا
اسمیں (یعنی ہر طرح کے عیش اور لطف میں) ہمیشہ رہیں گے (۱۰۲)
ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔
اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ
دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۱۰۳)
جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لینگے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ
لیتے ہیں جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ
پیدا کر دینگے (یہ) وعدہ (ہے جسکا پورا کرنا) لازم ہے ہم (ایسا) ضرور کرنیوالے ہیں (۱۰۴)
اور ہم نے نصیحت (کی کتاب یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا
تھا کہ میرے نیکوکار بندے ملک کے وارث ہوں گے (۱۰۵)
عبادت کرنیوالے لوگوں کیلئے اس میں (خدا کے حکموں کی) تبلیغ ہے (۱۰۶)
اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (۱۰۷)
کہہ دو کہ مجھ پر (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود
خدائے واحد ہے. تو تم کو چاہئے کہ فرمانبردار ہو جاؤ (۱۰۸)
اگر یہ لوگ منہ پھیریں تو کہہ دو کہ میں نے تم سب کو یکساں (احکام
الٰہی سے) آگاہ کر دیا ہے. اور مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے
وعدہ کیا جاتا ہے وہ عن قریب (آنیوالی) ہے یا (اسکا وقت) دور ہے (۱۰۹)
جو بات پکار کر کی جائے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو تم پوشیدہ
کرتے ہو اس سے بھی واقف ہے (۱۱۰)
اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لئے آزمائش ہو اور ایک
مدت تک (تم اس سے) فائدہ (اٹھاتے رہو) (۱۱۱)
(پیغمبر نے) کہا کہ اے میرے پروردگار حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور ہمارا
پروردگار بڑا مہربان ہے اسی سے ان باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو مدد مانگی جاتی ہے (۱۱۲)

thither, but all will abide therein.

100. Therein wailing is their portion, and therein they hear not.

101. Lo! those unto whom kindness hath gone forth before from Us, they will be far removed from thence:

102. They will not hear the slightest sound thereof, while they abide in that which their souls desire.

103. The Supreme Horror will not grieve them, and the angels will welcome them, (saying): This is your Day which ye were promised;

104. The Day when We shall roll up the heavens as a recorder rolleth up a written scroll. As We began the first creation, We shall repeat it. (It is) a promise (binding) upon Us. Lo! We are to perform it.

105. And verily We have written in the Scripture, after the Reminder: My righteous slaves will inherit the earth:

106. Lo! there is a plain statement for folk who are devout.

107. We sent thee not save as a mercy for the peoples.

108. Say: It is only inspired in me that your God is One God. Will ye then surrender (unto Him)?

109. But if they are averse, then say: I have warned you all alike, although I know not whether nigh or far is that which ye are promised.

110. Lo! He knoweth that which is said openly, and that which ye conceal.

111. And I know not but that this may be a trial for you, and enjoyment for a while.

112. He saith: My Lord! Judge Thou with truth. Our Lord is the Beneficent, Whose help is to be implored against that which ye ascribe (unto Him).

اسرار و معارف

اور آخرت میں تو وہ ایماندار لوگ ہی نام پائیں گے جنہوں نے نیک کام کیے ہوں گے کہ ان کا کوئی عمل رائیگاں نہ جائے گا کہ اللہ کریم کے لکھنے والے ہر ہر عمل کو لکھ لیتے ہیں یعنی آخرت کے اجر کی بنیاد عقیدہ ہے کہ درست ہو اور صرف عقیدہ ہی نہ رہے اس کے ساتھ عمل صالح یعنی نبی علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق عمل بھی ہو تو ہر چھوٹا بڑا عمل انعام اور اجر پائے گا مگر جو لوگ ایمان ہی قبول نہیں کرتے وہ عمل تو کر ہی نہیں سکتے اور پھر عذابِ الٰہی سے تباہ ہو جاتے ہیں تو آنکھ کھلتی ہے مگر ان کے لیے پھر سے عمل کے لیے دُنیا میں واپس آنا ہرگز ممکن نہیں۔ یہاں تک کہ دنیا کی بساط لپیٹ دی جائے گی یا جوج ماجوج کی رکاوٹ یعنی سدِ سکندری ختم ہو جائے گی اور وہ ہر پہاڑ ہر ٹیلے پر سے گذرتے ہر شے کو تباہ کرتے چلے آ رہے ہوں گے۔ یہاں ان کا ذکر قیامت کی بہت بڑی نشانی کے طور پر ہوا ہے اور پھر اللہ کا کھرا اور سچّا وعدہ بہت قریب آ چکا ہو گا۔ جب کفار کی آنکھیں پتھرا جائیں گی جب قیامت قائم ہو گی۔ ہر شے تباہی کی نذر ہو گی تو انہیں خبر ہو گی کہ وائے بدبختی ہم تو اس سے غفلت ہی کا شکار رہے۔ بھلا کوئی اتنے بڑے حادثے سے بھی بے خبر رہ سکتا ہے یہ تو ہم ہی ظالم تھے کہ آخرت کا انکار کرتے رہے تو ارشاد ہو گا کہ اب مزہ چکھو نہ صرف تم بلکہ تمہارے وہ سب بُت یا وہ مخلوق جو اپنی پوجا کروانے پہ خوش تھی۔ جن ہوں یا انسان اب سب مل کر دوزخ کا ایندھن بنو گے اور تمہیں ثابت ہو جائے گا کہ یہ ہرگز عبادت کے لائق نہ تھے ورنہ خود تو دوزخ میں نہ جلتے اور یوں یہ سب لوگ کافر بھی اور ان کے معبودانِ باطل بھی ہمیشہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے۔ شجر و حجر جو پوجے جاتے تھے ان کا عاجز ہونا بھی معلوم ہو گا اور اپنے پوجنے والوں کو جلانے کے لیے ایندھن کا کام بھی کریں گے اور جن یا انسان جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنی رائے منواتے تھے اور اپنی پوجا کرواتے تھے ان کا عجز بھی ظاہر ہو گا اور خود وہ بھی سزا بھگتیں گے نیز اس قدر چیخیں اور چلائیں گے کہ کوئی کسی کی سُن نہیں رہا ہو گا۔ کوئی انہیں ملامت بھی کیا کرے گا سب اپنی اپنی مصیبت میں چلّا رہے ہوں گے اور اللہ کے مقرب بندے جو ہمیشہ اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے رہے مگر لوگوں نے گمراہ ہو کر انہی کو پوجنا شروع کر دیا جیسے عیسائی عیسٰی علیہ السلام کو اور یہودی

عزیر علیہ السلام کو اللہ ؐ کا بیٹا ماننے لگے تو اس میں ان انبیاؑ، صلحا یا فرشتوں کا دخل نہیں۔ لوگ اپنی گمراہی کے باعث اللہ سے بھی شرک کرتے اور ان کی بات کے خلاف بھی کرتے تھے لہٰذا ایسے لوگوں کے لیے تو اللہ کی طرف سے بہت ہی نیک اور اعلیٰ انعام کا وعدہ ہو چکا وہ تو جہنم کی آہٹ اور ہلکے سے ہلکے اثر سے بھی کوسوں دُور ہوں گے بلکہ وہ تو اپنے مزے میں ہوں گے یعنی جنّت میں جہاں جو چاہیں گے پائیں گے اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معبودانِ باطل کو بھی جہنّم میں جانے کی وعید سنائی تو مشرکین بہت مشتعل ہوئے اور یہود کے علماء کے پاس گئے اور کہا ہمارے بُتوں کی بہت توہین کی گئی ہے جبکہ ہم انہیں خدا مانتے ہیں تو انہوں نے کہا تم کہہ دو کہ اگر جن کی عبادت ہوتی ہے سب جہنم میں جائیں گے تو نبی فرشتہ اور ولی بھی شامل ہوں گے کہ لوگ تو انہیں بھی پوجتے ہیں۔ اس مندرجہ بالا آیت میں جواب: ارشاد ہوا کہ لوگوں نے گمراہی اختیار کی وہ خود بھگتیں گے اور اللہ کے مقرب بندے نہ صرف دوزخ سے دُور اور جنّت میں مقیم ہوں گے بلکہ قیامت کی سختیاں اور نفخہء صور جس سے ارض و سما پھٹ رہے ہوں گے ان کو ذرہ برابر پریشان نہ کرے گا۔ نہ صرف اللہ انہیں اس سے محفوظ رکھے گا بلکہ اکراماً فرشتے انہیں لینے کو آئیں گے اور انہیں مبارک باد دیں گے کہ یہی تو وہ لمحہ ہے اور یہی وہ دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا اور دنیا کے امتحان میں ثابت قدم رہنے کے انعامات کی گھڑی ہے۔ یہ دن نافرمانوں کے لیے بہت سخت اور اسی لمحے اطاعت گذاروں کے لیے باعثِ رحمت ہوگا۔

ورنہ تو وہ روز اس قدر سخت ہوگا کہ زمین تو زمین آسمان تک بوسیدہ کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے دستِ قدرت میں ہونگے اور تمام نظامِ عالم تباہ و برباد ہو کر کچھ نہ بچے گا پھر قدرتِ باری سے ایسے ہی بنایا جائے گا جیسا کہ پہلے بنایا گیا۔ یہ ہمارا وعدہ ہے جو ضرور پورا کیا جائے گا اور جس پر ہر حال میں عمل ہوگا۔ یہ بات ہم نے تمام آسمانی کتب میں ارشاد فرما دی کہ ہماری زمین یعنی جنّت ایسا ملک جس پہ عارضی ملکیت کا دعویٰ بھی کسی کا نہیں ہمارے نیک بندوں کی وراثت ہے۔ ان ہی کا ہے جیسے وراثت وارث ہی کو پہنچتی ہے یہ انہیں کو ملے گا نیز ان سب باتوں میں اور مذکورہ حقائق میں ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی اطاعت کا راستہ اپنانا چاہتے ہیں بہت بڑی نصیحت موجود ہے کہ ابھی دارِ عمل میں ہیں توبہ کر سکتے ہیں اور اعمال کا افرادی نتیجہ نیز دُنیا پر گذرنے والے

احوال بھی بتا دیئے گئے تو اپنی اصلاح کر سکتے ہیں لیکن جو اپنی اصلاح کرنا ہی نہ چاہے تو اُسے کیا حاصل۔

رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

نہ صرف یہ کہ کتاب ہدایت عطا فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو تو ہم نے سب جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنایا ہے اور آپ کی ہر ادا رحمتِ الٰہی کا ایک رُوپ ہے۔ آپ کی ہر سنت انعاماتِ باری کا سبب ہے اور آپ کا وجود مسعود ہی انوار و تجلیات کا برستا ہوا بادل ہے۔ جہاں جہاں کوئی کرشمہ رحمتِ الٰہی کا ہے اس کا ذریعہ آپؐ کی ذاتِ گرامی جو اس سے محروم ہے اس کا سبب اس کی آپؐ کی ذات سے دُوری ہی تو ہے۔ اللہ کا یہ کرم کہ انسانوں کو یہ شرف بخشا کہ آپؐ فخرِ انسانیت ہیں سارے جہاں سے ممتاز کر رہا ہے پھر بھی جو آپؐ کی برکات سے محروم ہیں ان سا بدنصیب کون ہوگا۔ اب بھلا آپؐ کے بعد وہ کسے چاہیں گے۔ ایسا محبوب کہاں سے لائیں گے جو ظاہر باطن کے ہر کمال میں صرف اور صرف اللہ کے بعد سب سے اعلیٰ اور مخلوق میں بے مثل ہو۔

ذکر کی اہمیت مفتی صاحب کی نظر میں

یہاں وہ پیراگراف ہو بہو لکھنے کو جی چاہتا ہے جو مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآرا تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے۔ اللہ ان پر کروڑوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین! تو لیجیے "عالمین عالم کی جمع ہے جس میں ساری مخلوقات انسان جن حیوانات نباتات جمادات سبھی داخل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب چیزوں کے لیے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کو موت یعنی قیامت آجائیگی اور جب ذکر اللہ و عبادت کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سب چیزوں کے لیے رحمت ہونا خود بخود ظاہر ہوگیا کیونکہ اس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ہی کے دم قدم اور تعلیمات سے قائم ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا رحمۃٌ مُّھداۃ میں اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت ہوں (اخرجہ ابن عساکر عن ابی ھریرہ) اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا رحمۃ مھداۃ برفع قومٍ وخفض اٰخرین یعنی میں اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں تاکہ (اللہ کے حکم ماننے والی) ایک قوم کو سر بلند کردوں اور دوسری قوم (جو اللہ کا حکم ماننے والی نہیں ان کو) پست کردوں۔

۔ ابن کثیر۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر شرک مٹانے کے لیے کفار کو پست کرنا اور ان کے مقابلہ میں جہاد کرنا بھی عین رحمت ہے جس کے ذریعے سرکشوں کو ہوش آ کر ایمان اور عمل صالح کا پابند ہو جانے کی امید کی جاسکتی ہے۔ واللہ وسبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔ "معارف القرآن جلد ششم صفحہ ۳۲۲

ان سے کہہ دیجئے کہ میں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ اللہ جل شانہٗ جو فرماتا اور وحی سے جو حاصل ہوتا وہی تم کو پہنچاتا ہوں جس کا حاصل یہ ہے کہ صرف اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے۔ واحد اور اکیلا تو کیا تم یہ بھی قبول نہیں کرو گے۔ اگر تم نے نہ ماننے کا ہی فیصلہ کر لیا تو میں نے تمہیں دونوں طرف کی بات بتا دی اور عقیدے کا اثر بھی بتا دیا۔ اعمال کا نتیجہ بھی اب یہ میرے فرائض میں نہیں کہ قیامت کے وقت کا تعین بھی کروں۔ یہ تمہارا اور تمہارے رب کا معاملہ ہے وہ جلدی قائم کر دے یا دیر سے اس کی مرضی کہ وہ تمہارے ہر ظاہر قول وعمل سے بھی باخبر ہے۔ اور جو چھپا کر کرتے ہو اسے بھی جانتا ہے۔ مجھے اس سے سروکار نہیں کہ شاید دنیا میں مہلت دے کر تمہیں اور آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتا ہے یا اس کی کیا مصلحت ہے اور میری تو دعا ہے کہ اے اللہ اے پروردگارِ عالم انصاف کا فیصلہ صادر فرما دے۔ رہی وہ ایذا جو تمہاری طرف سے ہے تو ہمارا پروردگار ہی اس بارے میں بہترین مددگار ہے کہ وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ الحمد للہ آج ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ کو سورہ انبیاء کی تفسیر تمام ہوئی۔